سبع سنبلة فی کل سنبلة مائة حبة
للہ الحمد
کہ درین زمان فرخی آوان گلدستہ گلہای سینہ
یعنے
بیعت رضوان
حضرت شاہ باسط علی قلندر
رسالۂ دیگر
سید محمد حامد ہرگامی
شہود المقربین
حضرت
مراقبۃ الوجود
سید فضل علی ہرگامی
رسالۂ تصوف
سید محمد حامد ہرگامی
یقظۃ النائمین
سید محمد حامد ہرگامی
رسائل قلندریہ
مجموعہ ہفت
مترجمہ حضرت مولانا شاہ محمد تقی حیدر دامت فیوضہم صاحب سجادہ کاظمیہ کاکوری
بفرمایش
حضرت سید شاہ ولایت احمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانۂ ہرگام پور شریف
در حسن پرنٹنگ پریس لکھنو مطبوع شد

حضرات تکیہ شریفہ کاظمیہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے بیش بہا تصنیفات

و تالیفات

نمبر	نام کتاب مع خلاصۂ مضمون	قیمت
	حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ	
۱	**مجاہدات الاولیا** (فارسی) بزرگان متقدمین و متاخرین کے مجاہدات کا بیان ہے	۸ر
	حضرت شاہ حمایت علی قلندر قدس سرہٗ	
۲	**نورِ لاریب** - ترجمہ فارسی فتوح الغیب یعنی حضرت غوث الثقلین رضؓ کی عربی کتاب فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ اسمیں حضرت غوث پاک کے مواعظ حقائق کے متعلق ہیں۔	۸ر
	حضرت شاہ تقی علی قلندر قدس سرہٗ	
۳	**الروض الازہر فی مآثر القلندر** (فارسی) یہ دراصل حضرت شاہ تراب علی قلندر رحؒ کا ملفوظ ہے لیکن اس میں مختصر حالات تمام پیران سلسلۂ قلندریہ کے مذکور ہیں۔ اس کتاب کا تکملہ موسومہ بہ **حوض الکوثر** مصنفہ حضرت شاہ علی انور قلندر رحؒ اور مقدمہ موسومہ بہ **مواہب القلندر** مصنفہ حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر رحؒ بھی اصل کتاب کے ساتھ طبع ہوئے ہیں بہت ضخیم اور ہر مسئلہ تصوف پر حاوی کتاب ہے۔	للعہ ر
	حضرت شاہ علی اکبر قلندر قدس سرہٗ	
۴	**اصل الاصول فی بیان السلوک و الوصول** - اصل رسالہ بزبان فارسی تھا جس کا اردو ترجمہ منشی مشیر احمد علوی بی۔ اے (علیگ) نے کیا ہے۔	۴ر
	حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ	
۵	**تحریر الانور فی تفسیر القلندر** (فارسی) "قلندر" کی مفصل شرح ہے	۴ر
۶	**التفتیش الشقی فی حل مشکلات ابن العربی** رحؒ (فارسی) حضرت محی الدین ابن عربی رحؒ پر علمائے ظاہر کے اعتراضات کے جوابات ہیں	۸ر
۷	**انتصاح عن ذکر اہل الصلاح** (فارسی) اس میں قادریہ و قلندریہ و چشتیہ	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالےٰ پر تحیات اور رسول اللہ صلعم پر صلوات اور آل و اصحاب پر سلام کے بعد عرض ہے کہ ۱۳۴۳ھ میں جب میں نے ایک مجموعہ بنام خمسہ قلندریہ جس میں دو رسالے شواہد نجیبی و رموزات نجیبی حضرت شاہ ابو نجیب قلندریہ خلیفہ حضرت شاہ بجا قلندر لاہرپوری اور تین رسالہ رموزات المعارف و رسالہ تلقینیہ و رسالہ قصص الاسرار حضرت قاضی عبد الرحمٰن عارف شریحی قلندر خلیفہ حضرت شاہ فتح قلندر جونپوری کے تھے برادرم مولوی محمد عالم قیصری کاکوروی مرحوم سے ترجمہ کرا کے شایع کیے تھے اُسکے بعد ۱۳۵۰ھ میں مکرمی جناب شاہ ولایت احمد قلندر سجادہ نشین لاہرپور نے ایکبار بحضور حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر رح مجھسے ان رسالوں کے ترجمہ کی فرمایش اور انکی چھپوانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ میں نے ان سات رسالوں کا ترجمہ کیا اور مجموعہ ہفت رسائل قلندریہ تاریخی نام رکھا لیکن بمقتضاے کل امر مرہون باوقاتہا اوسوقت یہ رسالے چھپ نہ سکے اور تقدیرات الٰہی سے وہ مبیضہ بھی بزمانہ عرس شریف گم ہوگیا اور باوجود تلاش نہ ملا ۱۳۵۴ھ میں مجھے خود بخود خیال آیا کہ شاید منشی محمد [illegible] پنشنر انسپکٹر پولیس ساکن قصبہ شہزاد پور ضلع فیض آباد نے جو بڑے صوفی منش اور میرے خاص کرمفرما تھے ان رسالوں کی نقل کرلی ہو کیونکہ انکی عادت تھی کہ میرے اس قسم کے مضامین کی نقل کرلیا کرتے تھے چنانچہ میں نے اونکی بیاض اونکے بیٹے منشی محمد سعید قانونگو سے منگوائی

تو اوس میں ترجمہ مصقلۃ الاولیا و یقظۃ النائمین و مراقبۃ الوجود و رسالہ تصوف کے نقول موجود تھے مین نے اُن رسالونکی نقل لے لی اور بقیہ رسالوں کا دوبارہ ترجمہ کر کے از سر نو مجموعۂ گمشدہ مرتب کر لیا جو اب ناظرین شایقین کے پیش نظر ہیں خدا کرے کہ میری یہ سعی ناچیز حضرات مصنفین کرام کی جناب میں مشکور ہو اور مجھے اونکی متابعت حالاً و قالاً نصیب ہو اللہ بس ماسواہ ہوس فقط اس مجموعہ مین یہ سات رسالے ہیں۔

رسالۂ بیعت الرضوان	از حضرت کلید عرفان سیدنا شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی
رسالۂ مصقلۃ الاولیا	از حضرت حجۃ العارفین شاہ عبد الرحمن قلندر ثانی لاہرپوری
رسالۂ شہود المقربین	از حضرت حجۃ العارفین لاہرپوری
رسالۂ مراقبۃ الوجود	از حضرت سید فضل علی ہرگامی خلیفہ حضرت حجۃ العارفین لاہرپوری
رسالۂ یقظۃ النائمین	از حضرت مولوی سید محمد حامد ہرگامی خلیفہ حضرت حجۃ العارفین
رسالۂ تصوف	از حضرت مولوی ممدوح
رسالۂ دیگر	ایضاً منہ

خاک نشین بندہ احقر

تقی حیدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و ثنائے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و آل و اصحاب با صفا رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا جاتا ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے پیر و مرید و مرشد و مسترشد و بیعت و ارادت و نعمت خلافت کے بیان مین موسومہ بہ بیعت الرضوان کہ خدا کی خوشنودی کا سبب ہے چنانچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک اللہ مومنین سے راضی ہوا جب اُنھون نے درخت کے نیچے بیعت کی پس اُنکے دلونکا حال جانا تب اُنپر نسبت سکینہ نازل کی اور اُنکو عنقریب فتح پہونچی۔ لہذا بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کی سنت ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح ہے کہ جسکا کوئی شیخ نہین اُسکا شیخ شیطان ہے۔ جب پیر طالب کو استقامت دین کیلئے توبہ کرائے اور عقد بیعت مستحکم کرانا چاہے تو اُسے بعد غسل یا وضوے جدید دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا کرنیکا حکم دے اور یہ نیت کرائے کہ مین خدا کیلئے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو متوجہ بقبلہ ہوکر پڑھنے کی نیت کرتا ہون اور عزیزون اور صالحون کو جمع کرے پھر طالب کو مستقبل قبلہ اپنے سامنے بٹھائے اور اپنے ساتھ کلمہ و ایمان مجمل و مفصل اور درود و استغفار تین بار پڑھوائے استغفار یہ ہے[1] استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و استغفر اللہ من الذنوب کلہا صغیرہا و کبیرہا و سرہا و جہرہا و تبت الیہ من جمیع المعاصی و من الذنوب التی لا اعلم و انت علام الغیوب متوجہ بحق ہو کر پیر و نسے دلی مدد مانگے اور اپنے کو درمیان مین نہ دیکھے اور اپنا ہاتھ پیر مین اُسکے خدا کا ہاتھ سمجھے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک جن لوگون نے تمسے بیعت کی اُنھون نے

---

[1] مین اللہ سے مغفرت چاہتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین وہ حی و قیوم ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہون اور تمام چھوٹے بڑے کھلے چھپے گناہون کی اللہ سے معافی چاہتا ہون اور تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون اور ان گناہون سے بھی جسکو نہین جانتا ہون اے اللہ تو غیبون کا جاننے والا ہے ۱۲

اللہ سے بیعت کی پھر اپنا سیدھا ہاتھ مرید کے سیدھے ہاتھ پر رکھے حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے اور کہے کہ یہ ہاتھ پیر و نکا اور خدا کا ہاتھ ہے یعنی
میرا یہ ہاتھ میرے پیر کا ہاتھ ہے اور پیر کے پیر کا ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نام لے آخر
سلسلہ یعنی رسول خدا و خدا تک پھر شرائط بیعت پر قائم رہنے کا عہد لے مرید کہے کہ میں
سچائی اور یقین سے بیعت کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام قبول کرتا ہوں اور جو
کچھ وہ اللہ کے یہاں سے لائے ہیں اسکی تصدیق کرتا ہوں اور دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے بیزار
ہوتا ہوں اور اسکی گواہی دیتا ہوں کہ موت اور قبر میں منکر و نکیر کے سوال اور حشر و نشر اور حساب و
میزان و پل صراط اور حوض و جنت و دوزخ حق ہیں اور اس پر بیعت کرتا ہوں کہ کسی چیز میں اللہ کا
شریک نہ کرونگا اور تمام ظاہری و باطنی برائیوں سے اجتناب کرتا ہوں اور آئندہ کبھی نکرونگا اور پیر کے حکم
کیخلاف نکرونگا سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور جو برائیاں کر چکا ہوں اُن پر نادم ہوں پھر پیر قینچی ہاتھ
میں لیکر بلند آواز سے تکبیر کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ
الحمد اسمیں یہ حکمت ہے کہ نفس امارہ سے لڑنے کیلئے متوجہ ہوا ہوں غازیوں کا طریقہ ہے کہ لڑائی کیوقت
بلند آواز سے تکبیر کہتے ہیں تاکہ فرشتہ مدد کو آئیں اور بعض کہتے ہیں کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم کہے اسمیں یہ حکمت ہے کہ شیطان رجیم کو ہنکاتا ہوں تاکہ دوبارہ وسوسہ نڈالے
اور اپنے ہاتھ سے پیشانی کے تین بال کاٹے اور کہے کہ یا اللہ اسکی امید کوتاہ کر اور عمل اچھا
کر اور اسکو گناہوں سے بچا اور یہ آیت پڑھے محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون پیشانی
کے بال کترنے کے بعد ایک یا تین بال داہنے بائیں جانب سے کترے اور اسوقت بھی یہی دعا پڑھے
اور صرف تین بال پیشانی کے کترنا بھی کافی ہیں پھر سر منڈوا کر ٹوپی پہنائے اور کہے کہ خداوندا
اسکو لباس تقویٰ اور تاج کرامت و سعادت پہنا اور معاصی سے محفوظ اور دین اسلام پر ثابت

رکھے پھر حسب حال اُسکو نصیحتین کرے اور نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا ارشاد ہے کہ نماز باجماعت کی فضیلت تنہا پڑھنے والے پر ستائیس درجہ زائد ہے اور ہر فرض
کے بعد گیارہ بار قل ھو اللہ اور دس بار درود شریف اور تین بار استغفار پڑھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جسنے ہر فرض نماز کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ اور دس بار
درود شریف پڑھا وہ جنت مین میرے ساتھ ہوگا نیز ارشاد ہے کہ تمام اعمال اور دعائین
اسوقت تک موقوف و محبوس ہین جبتک مجھپر درود نہ بھیجا جائے اور نوافل و استغفار مین مشغول رہے
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہمیشہ بندہ مجھسے بذریعہ نوافل کے قریب ہوتا ہے نیز ارشاد ہے کہ اُنسے کہو کہ
تم اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
کہ استغفار گناہونکو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور ایام بیض کے روزے رکھے لیکن اگر
معذور ہو تو مجبوری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جسنے ایام بیض کے روزہ رکھے
اُسنے گویا مہینہ بھر کے روزے رکھے اور جسقدر شب بیداری کر سکے کرے اور بُری
صحبت سے بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اچھے ساتھی کی مثال عطار کی سی
ہے اور بُرے کی لوہار کی بھٹی کی سی صحبت تباہ کرتی ہے جیسے سیاہ برتن کپڑے سیاہ کر دیتا ہے
اور پگڑی باندھے اور ذکر لا الہ الا اللہ مین مشغول رہے اور اوراد کے اوقات نگاہ رکھے اور
تلاوت قرآن و علم فقہ مین مشغول رہے پیر کیلئے اسقدر معرفت ضروری ہے کہ مُرید کے حالات
دریافت کرے اور اُسکے موافق تعلیم کرے اگر مرید عزلت پسند ہو تو اُسے عزلت کا حکم دے
اور اگر جلوت پسند ہو تو جلوت کا اور اگر سلوک کرنا چاہتا ہو تو ذکر تعلیم کرے اور اگر اسکی
لیاقت نہ رکھتا ہو تو پھر جو اسکے حال کے لائق ہو وہ بتائے اور اگر مرید کے حال کا
عارف نہو تو پھر وہ ڈاکو ہے اور مرید سے کہے کہ ہر حال مین خدا سے سچے رہو کیونکہ مسلمان

وہی ہے جو خدا سے سچا ہو پھر یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم[1] اللھم طھر قلوبنا
من النفاق واعمالنا من الریاء والسنتنا من الکذب والغیبة والبھتان وبطوننا من
الحرام وفروجنا من الزنا وایدینا من السرقة وعیوننا من الخیانة واجعلنا من غیر
طلعة یا رب العالمین وناصر الناصرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ پھر دوبارہ مرید
کا ہاتھ پکڑے اور اُسکے ایمان اور استقامت کو خدا کے سپرد کر دے اور سورۂ فاتحہ اور چارون
قل پڑھکر مرید پر دم کرے اور کہے کہ دوگانہ شکرانہ بہ نیت وداع ماسوی اللہ ادا کر پھر بعد دوگانہ
سجدہ مین جائے اور اپنی پیر اور تمام پیرون اور اپنے مان باپ و اُستاد اور تمام مسلمانون کے لئے دعائے
مانگے پھر اپنے پیر اور پیر بھائیون سے مصافحہ کرے اور جو کچھ ہو سکے بطور شکرانہ پیر کی نذر کرے
اور پیر شیرینی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام پیرونکا فاتحہ پڑھکر تھوڑی شیرینی مرید کو کھلائے
اور یہ دعا پڑھے کہ[2] اللھم ارزقه حلاوة الایمان اور اپنا ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھکر یہ دعا پڑھے
[3] اللھم اشرح صدرہ ونور قلبه واقبل توبته ونقه من الکدورات الظاهرة والباطنة
وثبته علی دین الاسلام یہ جو کچھ بیان ہوا مردونکی بیعت کے متعلق تھا اب عورتون سے
بیعت لینے کا طریقہ جاننا چاہیے بیان کرتے ہین کہ فتح مکہ کے روز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مردونکی بیعت سے فارغ ہوئے تو بہت سی عورتون نے بھی بیعت کی چنانچہ قرآن مجید
مین ہے کہ یا ایھا النبی اے خبر دینے والے اذا جاءک المومنات جب تمہارے پاس

---

[1] الٰہی ہمارے قلوب نفاق سے پاک کر اور ہمارے اعمال دکھلاوے سے اور ہماری زبانین جھوٹ اور غیبت و بہتان سے اور ہمارے پیٹ حرام خوری سے اور ہماری شرمگاہین زنا سے اور ہمارے ہاتھ چوری سے اور ہماری آنکھین خیانت سے اور ہمارے پیر بے راہ روی سے اے پروردگار عالم اور مددگارون کے مدد دینے والے اپنی رحمت سے اے رحم کرنیوالون سے زائد رحم کرنیوالے ۱۲ [2] الٰہی اس کو ایمان کی شیرینی چکھا ۱۲۔

[3] الٰہی اس کا سینہ کھول دے اور اس کا دل روشن کر دے اور اس کی توبہ قبول کرلے اور اس کو کدورات ظاہری و باطنی سے پاک کر دے اور اس کو مذہب اسلام پر قائم رکھ ۱۲

مومن عورتین بہ نیت بیعت آئین یبایعنک اور تجسے اس بات پر بیعت کرین علیٰ ان لایشرکن کہ شرک نکرین باللہ شیئاً خدا سے کسی چیز مین ولایسرقن اور چوری نہ کرین ولایزنین اور زنانہ کرین ولایقتلن اولادھن اپنی اولاد کو قتل نکرین یعنی اُنکو زندہ دفن نکرین اور نہ حمل گرائین ولایاتین ببھتان اور جھوٹ نہ باندھین یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن یعنی حرامی لڑکونکو اپنے شوہرونکی اولاد نہ بتائین ولایعصینک فی معروف اور تمہاری حکم کی نافرمانی نہ کرین یعنی نوحہ نکرین منھ اور بال نوچین جب ان شروط کو مان لین فبایعھن تب اُنسے بیعت لو واستغفرلھن اور انکے لئے خدا سے مغفرت چاہو ان اللہ غفور الرحیم بیشک خدا تعالےٰ انکو بخشنے والا ہے جو توحید پر بیعت کرین اور اُنپر مہربان کہ انکو توبہ اور ایمان کی توفیق دے۔ جاننا چاہئے کہ عورتونکی بیعت کا طریقہ پانچ طرح پر ہی ایک وہ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم عورتونسے زبانی بیعت لیتے تھے آپنے دستِ مبارک کسی کو نہین لگایا زبانی بیعت اسطرح پر کہے کہ میرا یہ ہاتھ خدا اور رسولخدا کا ہاتھ ہے اسے مضبوط پکڑ اور مریدہ سچے دل سے کہے کہ آپکا ہاتھ خدا و رسول کا ہاتھ ہی مین اسے اپنے عقیدہ سے پکڑتی ہون اب میری نجات آپسے وابستہ ہی پھر سجدہ شکر کرے دوسرا طریقہ یہ ہے خزانہ جلالی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ جب عورتون کو مرید کرتے تھے تو ایک برتن مین پانی منگاتے تھے اور اسمین اُنکے ہاتھ ڈالتے تھے اور اپنا دست مبارک بھی یہ امیمہ خواہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی تیسرا طریقہ یہ ہے کہ عورت پیر کا ہاتھ پکڑکے کہے کہ آپکا یہ ہاتھ خدا و رسول کا ہاتھ ہی مین نے اسی سچے دل اور پوری عقیدت سے پکڑا اب میری نجات آپکی نجات سے وابستہ ہی پھر سجدہ کرے چوتھا طریقہ یہ ہی کہ اگر عورت پردہ دار ہو اور ہاتھ نہ پکڑنا چاہے تو اسطرح کرے کہ ایک نیا رومال سپید لیکر اُسے تہائے

اور سینی مین رکھے اور ایک کٹورہ مین صندل گھسکر اسمین اور خوشبو ملاکر اپنے ہاتھ کا چھاپہ اُس صندل سے کپڑے پر لگائے اور پردہ دار مریدہ کو دے وہ باوضو اپنا سیدھا ہاتھ اُس چھاپہ پر رکھے اور سچے دل سے کہے کہ مین آپکے ہاتھ کو جو خدا اور رسول کا ہاتھ ہے پورے عقیدہ سے پکڑتی ہون اب میری نجات آپ سے وابستہ ہی پھر سجدہ کرے اور اگر کوئی ایسی عورت جو وہان موجود نہو بلکہ کسی دوسری جگہ ہو مرید ہونا چاہے تو پیر کو چاہئے کہ دامنی پر اپنے ہاتھ کا چھاپہ لگاکر اُس مریدہ کے پاس بھیجدے اور وہ مریدہ پیر کو حاضر وناظر جانکر باوضو اُس دامنی پر اپنا ہاتھ رکھے اور سچے دل سے کہے کہ مین نے آپکے ہاتھ کو جو خدا اور رسول کا ہاتھ ہے عقیدت سے پکڑا اب میری نجات آپکی نجات سے وابستہ ہی اور سجدہ کرے بیعت ہوجائیگی اور وہ کپڑا یعنی دامنی مرنے کے بعد اُس مریدہ کے سینہ پر رکھدیا جاوے جیسے جوابنامہ سینہ پر رکھا جاتا ہی یہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رح کے وقت سے پیران چشت کا طریقہ ہی بعد مرید کرنیکے اُسکے مناسب حال نصیحت کرے اور دوگانہ شکرانہ پڑھوائے۔ پانچوان طریقہ مشائخ کا معمول یہ ہے کہ دامنی مریدہ کے ہاتھ مین دیکر اُسکا دوسرا کونہ اپنے ہاتھ مین لیکر بطرز مسطور مرید کرے۔ عورتونکی بیعت کا طریقہ معلوم کرنے کے بعد جاننا چاہئے کہ بعد غسل یا تجدید وضو دوگانہ تحیت الوضو پڑھوائے اور نیک عورتون کو جمع کرے اور مریدہ کو اپنے سامنے قبلہ رو بٹھاوے اور کلمہ و درود و استغفار اپنے ساتھ کہلائے کہ عورتون کو کلمہ استغفار پڑھانا کافی ہی اور صفت ایمان مجمل یعنی آمنت[۱] باللہ وملٰئکتہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ پڑھے اور صفت ایمان مفصل یعنی آمنت[۲] باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ

---

[۱] ایمان لایا مین اللہ پر اور اُس کے فرشتون پر جیسا کہ وہ ہے اپنے اسما وصفات کے ساتھ اور تمام احکام اُس کے مین نے قبول کئے ۱۲ [۲] ایمان لایا مین اللہ پر اور اُس کے فرشتون پر اور رسولون پر اور روز قیامت پر تقدیر کی اچھائی و برائی اللہ تعالےٰ سے ہے اور موت کے بعد اوٹھنا ۱۲

من الله تعالی والبعث بعد الموت پڑھائے اور اگر وہ بالکل جاہل ہو تو ایمان مجمل کے
معنی اُردو مین کہلائے اور مردون کو بعد بیعت کے شجرہ پیران سلسلہ کا لکھکر دے اور ٹوپی
پہنائے وہ شجرہ بعد مرنے کے سرہانے قبر کی دیوار مین طاق کھود کر رکھدے اور عورتون کو شجرہ
و دامنی دینا چاہیے یعنی ایک سفید دوپٹہ اپنی پاس سے یا مرید سے لیکر اُسپر اپنے ہاتھ کا چھاپہ صندل
سے دے اور تمام دوپٹہ مین پنجہ کے نشانات بنائے یا پانچ نشانات پنجہ کے ایکطرف اور
پانچ دوسریطرف اور ایک نشان بیچ مین کرے اور انگشت شہادت سے پنجتن پاک اور
اپنا اور اپنے پیر کا نام بشرط تصور اسم باطن یا اسم اعظم لکھے اور اُسے دے مردون اور عورتون کو
دونون چیزین یعنی شجرہ اور دامنی احتیاط سے رکھنا چاہیے اور مرتے وقت اپنی وارثون سے
وصیت کرنا چاہیے کہ اُس دامنی کو قبر مین کفن کے اندر میت کے سینہ پر رکھدین لیکن بہتر ہے
کہ اُسی دامنی کو بجائے کفن کے دامنی کے کردین تاکہ خدا تعالی پنجتن پاک اور پیرونکے نام کی برکت
سے اُسے نجات بخشے جاننا چاہیے کہ پیر کی کئی قسمین ہین ایک وہ کہ جسکا مرید ہوا اور ٹوپی
اور شجرہ اُس سے لے اُسے پیر بیعت کہتے ہین اور ایک وہ کہ جسکی خدمتمین خدا کو پہچانے اُسے
پیر نعمت کہتے ہین اور ایک وہ کہ جسکے ہاتھ سے خرقہ پہنے اُسے پیر خرقہ کہتے ہین مگر پیر نعمت کا
حق سب سے زیادہ ہے کیونکہ دل مردہ و طبیعت افسردہ اُسکی وجہ سے زندہ ہوتی ہین اور مرید
کی دو قسمین ہین حقیقی و مجازی یعنی رسمی مرید حقیقی وہ ہے جو پیر کی متابعت قولاً و فعلاً و قالباً
و قلباً کرے یعنی مرید کی باتین اصول و فروع مین پیر کیطرح ہون اور فعلاً یعنی جو کچھ کرے
پیر کے اشارہ سے کرے اگرچہ عبادت ہون اور قالباً یعنی اپنے حواس و جوارح کو معصیت
سے پاک کرے جسطرح پیر نے کیا ہے اور قلباً پیر کیطرح ہو یعنی دلکو تمام صفات مذمومہ سے پاک کرے
جیسے اُسنے پاک کیا ہے اور مرید مجازی یعنی رسمی وہ ہے کہ جو پیر کی متابعت قولاً و فعلاً کرے

اگرچہ غالباً وقالباً اوس سے نہ ہو سکے۔ جاننا چاہئے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ طاقیہ
حضرات اویسیہ سے ہم درپی ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ
جبرئیل علیہ السلام چار سلی ہوئی ٹوپی لائے اور آنحضرت صلعم کے سامنے رکھدیں اور کہا یا رسول اللہ حق تعالی نے
بہشت سے بھیجے ہیں آپکے اور آپکے صحابہ کیلئے آنحضرت نے چاروں ٹوپیاں لے لیں اور اپنے سر پر رکھیں ایک ترکی
حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہنائی اور دو ترکی حضرت عمرؓ کو اور سہ ترکی حضرت عثمانؓ کو
اور چہار ترکی حضرت علیؓ کو یک ترکی بدال واہل صدق پہنتے ہیں اور دو ترکی
عباد اور زہاد اور سہ ترکی اخیار وزہاد واہل تجرید اور چہار ترکی مشائخ کبار وعارفان
اہل اسرار پہنتے ہیں اور چار ترکی سے مطلب یہ ہے کہ دولت سعادت دنیا وآخرت
اس طاقیہ میں ہے پس جو کوئی چار چیزیں ترک کرے وہ چار ترکی کلاہ پہنے اول یہ کہ دنیا و
اہل دنیا کی صحبت ترک کرے دوسرے یہ کہ غیر ذکر حق سے زبان بچائے تیسرے
یہ کہ اپنی آنکھیں نادیدنی چیزوں سے بند رکھے چوتھے یہ کہ اپنا دل حب دنیا سے خالی رکھے
جو شخص ان اوصاف سے متصف ہو وہ صوفی ہے جوامع المعانی میں ہے کہ کلاہ شش
ترکی شش جہت عالم کے ترک سے اشارہ ہے اور خرقہ کی تین قسمیں ہیں ایک سفید
دوسرا پشمینہ تیسرا خرقہ ارادت وخلافت خرقہ سفید جسکو چاہے دے اور خرقہ پشمینہ صرف
صالح شخص کو دے اور خرقہ خلافت بجز مرید کامل کسیکو نہ دے معدن المعانی میں ہے کہ حضرت
آدمؑ کے گھر میں جو لڑکا پیدا ہوتا تھا وہ سوچتے تھے کہ یہ کس خرقہ کے لائق ہے جب حضرت
شیثؑ پیدا ہوئے تو انکو فکر ہوئی اسیوقت حضرت جبرئیل آئے اور فرمایا کہ شیثؑ صوفی
ہے جب حضرت شیثؑ نے خلوت اختیار کی اور لوگوں نے انسے تلقین چاہی تو حضرت
جبرئیل نے اونکو ایکسا لوہے کی قینچی لاکر دی اور کہا کہ جو کوئی تم سے تعلق پیدا کرے تو اسکے

سے بال کترنے تو جوامع المعانی مین ہے کہ چار بال کترے ایک پیشانی کا اور ایک داہنے
و بائین جانب کا اور ایک پشت کا کیونکہ حجاب چار ہین اول خلق جو طاعت عبادت سے باز رکھنے
والی ہے دوسرے دنیا کہ عقبیٰ کا حجاب ہے تیسرے عقبیٰ جو مولیٰ کا حجاب ہے چوتھے نفس جو روح
کا حجاب ہے ان چار بالونکے قطع سے ان حجابات کا قطع مراد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو خرقہ
حضرت الوہیت سے ملا اسلیئے ان کو آدم صفی کہتے ہین کہ انھون نے عالم علوی مین مذہب
تصوف قبول کیا اور بعض کہتے ہین کہ خرقہ کی اصل حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہے جب نمرود
نے انکو برہنہ کرکے گوپھنے مین رکھکر آگ مین پھینکا تو حضرت جبرئیل بہشت سے ایک لباس
لائے اور انکو پہنایا جسکی برکت سے آگ اُنپر سرد ہو گئی اکثر کتابون مین یہ بھی ہے کہ شب معراج مین
حق سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ عطا فرمایا جسے خرقۂ فقر کہتے ہین اور اسکا
سوال جواب بھی بتایا اور ارشاد ہوا کہ جو تمھارے یارون مین سے یہ جواب دے اسے یہ خرقہ
دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت صدیق اکبر رض سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ مین تم کو
دون تو تم کیا کروگے اونھون نے عرض کیا کہ صدق و صفا اختیار کرونگا پھر حضرت عمر رض کو
سے پوچھا انھون نے عرض کیا کہ عدل و انصاف کرونگا پھر حضرت عثمان رض سے پوچھا
اُنھون نے کہا کہ سخاوت و بخشش کرونگا پھر حضرت علی سے پوچھا اونھون نے فرمایا
کہ خلق کے عیوب چھپاؤنگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ اُتار کر اونکو پہنا دیا اور فرمایا
کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ جو کوئی یہ جواب دے اوسے دینا۔ جاننا چاہیئے اگر کوئی شخص دین
کا کام کرنا چاہے تو پہلے ایسے پیر و مرشد کو تلاش کرے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
طریقہ کا متبع ہو کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ کو درست نہین کر سکتا بغیر خلیفہ پیغمبر ہے وہی
اسکو تلقین کر سکتا اور راہ دین بتا سکتا ہے اگر ایسا نہ کریگا گمراہ ہوگا ایک بزرگ کا ارشاد

سہ ہرچہ از گردون گردان میرسد ٭ از طفیل پاک مردان میرسد ٭ گر تو بہ نشینے بہ تنہائی بے
راہ نتوانی بر بدین بے کسے ٭ پیر باید راہ رو تنہا مرو ٭ وز سر عمیان درین صحرا مرو
پیر بالابد براہ آمد ترا ٭ در ہمہ کارے پناہ آمد ترا ٭ ہر کہ شد در ظل صاحب دولتے
نمودش در راہ ہرگز خجلتے ٭ پیر کو چاہئے کہ پہلے مرید سے توبہ کرائے پھر سلوک کرائے توبہ تین قسم پر ہے
اصح و صحیح و فاسد اصح توبہ نصوح ہی کہ پھر گناہ نکرے اور لذت گناہ کبھی دلمین نہ آئے اور
صحیح وہ ہے کہ گناہ سے کنارہ کرے اور اسکی لذت دل سے مٹ جائے اگرچہ اوس سے پھر گناہ
ہو جائے اور توبہ فاسد وہ ہے کہ زبان سے توبہ کرے اور لذت گناہ دلمین ہو اگرچہ پھر گناہ نہ کرے
اور طالب کو چاہیے کہ ہر شخص کیطرف متوجہ نہو اور نہ ہر ایک کا مرید کیونکہ دنیا مین بہت لوگ
ایسی ہین جو بظاہر پیر ہین اور بباطن رہزن مولوی معنوی فرماتے ہین سہ چون بے
بلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست ٭ دست ناقص دست شیطان است و دیو
زانکہ او در دام تکلیف است و ریو ٭ گر ترا عقلے است خروی در نہان ٭ کامل العقلے
بجو اندر جہان ٭ مرید کو چاہیے کہ پیر سے دلی محبت رکھے کیونکہ اسی سے خدا کی رحمت
اسپر ہوگی اور جو کچھ پیر حکم دے اوسپر عمل کرے اور جو کچھ پیر کی زبان سے سنے اُسے
دل سے یاد رکھے اور اگر لکھے تو بیحساب ثواب پائے اور وہ ثواب آخرت مین ظاہر ہوگا
حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے اپنے پیر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ اُس مرید کی
خوش قسمتی کا کیا کہنا جو اپنے پیر کے ارشادات جان و دل سے سنے آثار اولیا دین ہی ہے
کہ مرید صادق جو کچھ پیر سے سنے اور اسکو لکھے ہر حرف پر ہزار سال کی عبادت کا ثواب
اسکے نامۂ اعمال مین لکھا جائے اور مرنے کے بعد اعلی علیین مین اسکو جگہ دیجائے جاننا چاہیے
کہ حضرات صوفیہ تلقین ذکر و فکر کے بعد مرید کو خرقہ پہناتے ہین مرید ہمیشہ اُس خرقہ کی حیاتت

وپناہ مین رہتا ہی اور پیر کو چاہیئے کہ وہ مرید کو مفید رسائل و کتابین پڑھائے کیونکہ علم اچھی
چیز ہی اور جہل قبیح اگر مرید کچھ علم رکھتا ہو تو زیادہ تعلیم کرے ورنہ رسائل ضروری پڑھادے
تاکہ جہالت جاتی رہے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا ارشاد ہی کہ ٹوپی اوسے پہنانا چاہیے جو کسی
دوسرے کے سامنے سر نہ جھکائے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہین کہ خرقہ وہ پہنے
جو دونون عالم سے ہاتھ اٹھالے اور بزرگون کے طریقہ پر چلے اور دنیا دارون اور امیرون
بادشاہون کے پاس نجائے حضرت خواجہ اویس قرنی کا ارشاد ہے کہ جسمین اچھے کھانے اور عمدہ
کپڑے پہننے اور امیرون کے پاس بیٹھنے کی خواہش ہو دوزخ اسکی شہرگ سے قریب ہے
حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی فرماتے تھے کہ خدا کے
بہت سے دوست ایسے ہین کہ اگر ایک گھڑی محجوب ہو جائین تو نیست و نابود ہو جائین نیز انکا
ارشاد ہے کہ جسمین یہ تین خصلتین ہون خدا کا وہ دوست ہے سخاوت مثل سخاوت دریا کے
اور شفقت مثل شفقت آفتاب کے اور تواضع مثل تواضع زمین کے اور جب یہ بعد تربیت
لائق اجازت وخلافت ہو جائے تو اسکو اجازت خلافت دے خلافت دو قسم کی ہی ایک خلافت
کبریٰ اور دوسری خلافت صغریٰ عارفون اور پیشواؤنکی اصطلاح میں خلافت کبریٰ وہ
ہے کہ وہ شخص یعنی خلیفہ اپنے پیر سے کلمۃ الحق یعنی وہ رمز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سیکھا ہی اوسیطرح سے سیکھے اُسکا حکم پیر کے نقرا پر ایسا ہوگا
کہ اگر انمین سے کوئی گمراہ ہو جائے تو اوسکا لباس چھین لے اور سلسلہ سے باہر کردے اور صاحب
خلافت صغریٰ کو انکی اصطلاح مین مجاز کہتے ہین وہ نفس خلافت مین سب کے برابر ہے لیکن
صرف اپنی نقرا پر حکومت کرسکتا ہی دوسرون پر اُسکا حکم نہین چلسکتا اگرچہ وہ اسی گروہ کے
ہون اسیقدر دونون مین فرق ہی اور خرقہ پہنانے تیز اور باتونمین خلیفہ اور مجاز دونون

برابر ہین مگر خلیفہ کا حکم سب سے بالاتر ہے اور صاحب طبقہ انکی اصطلاح مین وہ ہے کہ
جسنے نعمت ظاہری باطنی جو کچھ اپنے پیر سے پائی ہو وہ نعمت اپنے مرشد کے خاندان والے کو
دے یعنی وہ سلسلہ اوس مرشد کے مریدین مین اوسکی ذات سے جاری ہوا اور عارف صاحب طبقہ
اپنے لڑکے کو اپنے خلیفہ کی برابر جانتا ہو اوس خلیفہ اور اوس لڑکے کا جسکو خلیفہ کیا
ہے صاحب طبقہ کے نزدیک برابر حکم ہو احکام طریقہ فقر مین بے کم و کاست پس خلیفہ و
مرید خلیفہ کیصورت برابر ہو پس صاحب طبقہ نے اگرچہ دونون کو مرید کیا اور تمام طرق کی
تعلیم دی اور یہ اجازت دی کہ جسکو چاہو مرید کرو اور خرقہ دو لیکن خلیفہ پر واجب ہے
کہ جبتک مرشد صاحب طبقہ زندہ ہے کسی کو خود خرقہ نہ پہنائے بلکہ مرشد سے پہنوائے
بوجہ پاس ادب کے اور دنیا دار کو مرید کر لینے مین کوئی مضائقہ نہین ہو لیکن خرقہ
کسیکو مرشد کی موجودگی مین خود نہ دے اور بعد وفات خلیفہ خودمختار ہو موجودگی
مین بھی مختار و مجاز تھا لیکن ادب وہی روش ہی جاری ہو اور جسکو ہادی طریقت
نے خلافت کبری دی وہ ہو تمام طرق مین مختار ہو اور مریدین صاحب طبقہ کا خرقہ
چھین لینے مین بھی مختار ہو اور صرف مجاز ہو وہ تمام باتو نمین مختار ہو اور اپنے مریدین کو
خرقہ دینے اور واپس لینے مین بھی مختار ہو اور خلافت کبری مین لکھکر دینا اور دستخط
کرنا ضروری ہو جیسا کہ حضرت شاہ مجا قلندر نے حضرت شاہ فتح قلندر کو لکھکر دی
اور دستخط خاص سے یہ عبارت لکھی کہ اخوی اعزی شاہ فتح قلندر بمرتبہ رسیدہ است

کہ کسے از اولیاء زیادہ ازین مرتبہ نہ رسیدہ مرید او مرید من است و مردود او مردود من

است دستخط مجا لاہر پوری۔ حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے فرمایا کہ خرقے
در اصل سات رنگ کے ہین ایک صوف یعنی پشمینہ دوسرے لمع یعنی رنگین تیسرے

مرقع یعنی گدڑی چوتھے اسود یعنی سیاہ پانچوین ابیض یعنی سپید اور حدیث نبوی ہے
کہ سپید لباس پہنو کہ وہ نہایت طاہر وطیب ہے اور دوسری حدیث مین ہی کہ وہ تمھارا
بہترین لباس ہی چھٹے ازرق یعنی نیلا ساتوین ہزار میخی یعنی گدڑی اور جو خرقے
مشائخ نے ایجاد کیے اور اہل اللہ نے مقبول فرمائے وہ سب انھین ساتونکی فرع
ہین اور خرقہ تین طرحکا ہی ایک خرقہ بیعت وارادت اور یہ بجز ایک پیر کے دوسرے
سے لینا جائز نہین دوسرا خرقہ خلافت واجازت اور یہ بہت سے مرشدون
سے لینا درست ہے تیسرا خرقہ تبرک یہ بھی بہت سے مشائخ سے لینا جائز ہی **حلق کا
بیان** جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ بعض لوگ مردہ بزرگ کے
معتقد ہوتے ہین اور اونکی قبر کے پائین محلوق ہوکر اپنے آپ کو انکا مرید کہتے
ہین ایسی بیدی کسی مذہب مین درست نہین اگر ایسے بیعت جائز ہوتی تو ہر شخص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوکر مرید ہوجاتا یہ بات شریعتًا وطریقتًا
وحقیقتًا درست نہین لیکن اگر مرید پیر کے سامنے محلوق نہوا تو اسکے متعلق مشائخ کا
قول ہی کہ پیر کی ٹوپی سامنے رکھے اور دوگانہ پڑھکر محلوق ہو اور استاد علم باطن کہ
جسکو مرشد و شیخ کہتے ہین تین قسم پر ہی ایک مرشد بیعت وارادت جسکو عرف مین پیر
کہتے ہین اور وہ ایک ہی ہوتا ہے مرید کو اوسکا ادب ظاہرًا و باطنًا وغیبةً وحضورًا
چاہیے اور اوسکی اطاعت قلبًا وقالبًا وقولًا وفعلًا کرنا چاہیے دوسرے مرشد نعمت و
خلافت اور یہ بہت سے ہوسکتے ہین چنانچہ حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہ کو ایکسو
چالیس سے زائد علماء و مشائخ سے خلافت و اجازت علم طریقت و معرفت و حقیقت کی
ملی و خرقہ بھی اسیطرح حضرت سید علی ہمدانی کو چار ہزار چارسو بزرگون نے نعمت حاصل

ہوئی اور حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ایکسو چار مشائخ سے نعمت ملی لیکن اونھون نے سب کو طفیل اپنے پیر و مرشد شاہ علاء الحق پنڈوی کے سمجھا تیسرے مرشد موصل الی اللہ خواہ وہ پیر بیعت ہو یا مرشد نعمت اور مسترشد کو قسم دوم وسوم دونون کا ادب پورا ملحوظ رکھنا چاہیئے جیسا کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھکو ایک حرف بھی بتایا مین اسکا غلام ہون اور مرید کی بھی تین قسمین ہین طالب وسیلہ شفاعت اور طالب کشف و کرامت اور طالب وصول الی اللہ وسلوک و جذب و حال و کسب علم باقیہ لیکن جو پیر کہ اہل ریا و تزویر و مکر سے ہو وہ کذاب ہے اور جو مرید کہ طالب جاہ اور خوش خوراک و خوش لباس ہو یا دنیاوی اغراض کیلئے مرید ہوا ہو وہ بیکار ہے کسی شمار مین نہین اور توبہ کے معنی رجوع کے ہین جب اسے حق سے منسوب کرین تو اوسکے معنی رجوع برحمت و عبادت کے ہونگے اور جب بندہ سے منسوب کرین تو بمعنی رجوع از معصیت بطاعت ہونگے اور خلاصہ معنی توبہ خدا بر بندہ توفیق توبہ بندہ کو دینے کے ہین۔

تمام شد رسالہ کلید عرفان[ع] قدس سرہٗ

ع حضرت کلید عرفان سیدنا شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی ولادت آپکی سنہ گیارہ سو چودہ ہجری مین ہوئی آپ حضرت شاہ محمد ماہ قلندر الہ آبادی خلیفہ حضرت سید العرفا شاہ محب اللہ الہ آبادی کے مجھلے صاحبزادہ اور حضرت شاہ الھدیہ احمد قلندر برادر زادہ حضرت سید العرفا کے مرید و خلیفہ اکمل ہین آپکی جلالت شان بیان سے مستغنی ہے آپکے حالات نفحات العنبریہ مین مفصلاً دیکھنا چاہیئے اس رسالہ کے علاوہ آپکے تالیف یہ کتابین ہین رسالہ تحفہ نیشاپوریہ اپنے خاندانی حالات مین مثنوی کشف الرموز مقامات طریقت و دیگر حقائق کے بیان مین اور بعض رسائل اعمال و افکار قلندریہ کے بیان مین آپکی وفات بعمر بیاسی سال سترہ ذالحجہ سنہ گیارہ سو چھیانوے مین ہوئی روضہ مبارک دائرہ شریف ضلع الہ آباد مین ہے ۱۲

ترجمہ رسالہ مصقلۃ الاولیا شرح مرآۃ القلندریہ (فارسی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند تعالیٰ کی وحدانیت پر بلا اتحاد و حلول و ترکیب و سریان یقین کرنے اور پھر اُس کو الآن کما کان[1] سمجھنے اور آداب حقوق رسالت و نبوت حضرت سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرنے کے بعد سالکین راہ کو معلوم ہو کہ اس نمود بے بود عبدالرحمٰن قلندر جامع عبدو رحمٰن نے سات برس کی عمر سے تیس سال تک اپنے والد و مرشد برہان الاولیا قدوۃ الاصفیا احمد[2] عرف الہدیہ قلندر سے جو حضرت شاہ مجتبیٰ قلندر کے بعد سیاا من بعدی اسمہٗ احمد کے مصداق اور مسئلہ وحدت وجود بیان کرنے میں طاق ہیں تربیت و تعلیم پائی ایک روز اُن کی مجلس میں اکثر علما و فضلا نامور جو اُن کے مرید تھے مثلاً رئیس العلما مولوی سید الہدیہ ہرگامی و بوعلی ثانی قاضی مبارک گوپاموی شارح سلم و واقف اسرار سبحانی مولوی محمد مقیم بریلوی

---

[1] اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا ۱۲ [2] حضرت شاہ علاء الدین عرف شاہ الہدیہ احمد قلندر آپ کا نام نامی ہے حضرت شاہ یسین قلندر آپ کے والد اور حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر آپ کے عم نامدار تھے آپ کی ولادت تخمیناً ایک ہزار پچاسی میں ہوئی آپ حضرت شاہ فتح قلندر جونپوری خلیفہ حضرت سید العرفا کے مرید و خلیفہ کامل تھے عرفان و کمال آپکا رسالہ ہذا سے ظاہر ہے اس رسالہ کے علاوہ آپ کی تصنیف رسالہ اسرار احمدی ہے جسمیں آپ نے چند احادیث نبوی کے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں اور اسکی شرح آپکے خلیفہ حضرت سید الہدیہ ہرگامی نے لکھی آپ کا مفصل حال نفحات العنبریہ میں ہے۔ آپکی وفات ۲۲ ذوالحجہ ۱۱۴۶ھ میں ہوئی مزار شریف حضرت سید العرفا کے پہلو میں ہے ۱۲

وعارف باللہ مولوی عزت اللہ بہاری نواسۂ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری حاضر تھے حضرت نے ان سے فرمایا کہ رسالہ مرآۃ القلندریہ جو مین نے اپنے لڑکون اور مریدون کی تعلیم کے لیے لکھا ہے نہایت مجمل ہے تم مین سے کسی کو اسکی شرح لکھنا چاہیئے تاکہ طالبین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ سب نے عرض کیا کہ ہم لوگ شرح لکھکر خدمت مین پیش کرینگے جسکی شرح حضور پسند کرینگے وہی بہتر ہوگی۔ مولوی محمد مقیم نے تو عربی مین لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا بلکہ دہلی مین انھون نے شرح شروع بھی کی تھی مگر خدا معلوم ختم بھی ہوئی یا نہیں۔ اب اس بیدل نمود بے بود کے دل مین جو ان علما کی طرح لیاقت علمی نہیں رکھتا یہ خطرہ آیا کہ رسالہ مرآۃ القلندریہ اگرچہ مختصر ہے مگر خود ہی ایسا مفصل اور واضح ہے کہ شرح کا محتاج نہیں بشرطیکہ پڑھنے والا اصطلاحات صوفیہ سے واقف ہو لیکن اسے جس طرح مین نے حضرت والد ماجد سے اپنی سمجھ کے مطابق پڑھا ہے اور جو مطالب انھون نے سمجھائے تھے اور مجھے یاد ہین اس طرح پر شرح لکھنی چاہیئے چنانچہ لکھتا ہون اور عموماً واقفین وحدت الوجود سے اور خصوصاً حضرت والد ماجد کے معتقدین سے اس امر کا امیدوار ہون کہ اگر ان کو یہ شرح ٹھیک معلوم ہو تو میرے لئے دعاے خیر فرمائین اور اگر غلطی پائین تو درست کردین اور اس شرح کا نام مصقلۃ الاولیا رکھتا ہون حرف میم سے متن کی عبارت اور ش سے شرح مراد ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور وہی مجھے کافی اور میرا بہتر وکیل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ علاوہ حضرات ماسبق کے اکثر علما وفضلا قرب وجوار و اطراف دہلی وصوبۂ بہار حضرت والد ماجد کے مرید ومجاز تھے جن سے سلسلہ جاری ہے

مثلاً شاہ رحیم اللہ مجرد رئیس صوبۂ بہار و شاہ معظم بھاگلپوری و شاہ ضیاء اللہ تارک
ساکن بندر سورت و شاہ اشرف آزاد ان کے علاوہ دو حضرات اور اُن کے معتمد
مخصوص تھے ایک سید شاہ مراد رسول جو جامع کمالات ظاہر و باطن و صاحب
تصرف تھے۔ کلام مجید کے سات پارون کی تفسیر بھی اُنھون نے توحید مین لکھی تھی مگر
کسی کو کبھی مرید نہین کیا۔ دوسرے سید شاہ باسط علی قلندر جو عارف کامل اور دریائے
مشاہدہ مین ایسے مستغرق ہین کہ سلسلۂ قلندریہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے ان کا شہرۂ
ارشاد و ہدایت سب سے بڑھا ہوا ہے اکثر عمائد و سادات صاحب ذوق اُن کے
حلقہ بگوش اور اسلاف کی طرح شرفا و نجبا اُن کے مرید ہین اور یہ کامل الوقت ہین اور
مرتبۂ محبوبیت رکھتے ہین اور مجھ پر بہت عنایت و مہربانی فرماتے ہین اور بوجہ اُسی
محبت کے اُنھون نے اپنے بڑے لڑکے سید مسعود علی اطال اللہ عمرہٗ کو میرا مرید کرایا
اور مجھ سے خلافت دلوائی مگر تمام تعلیم و تلقین خود ہی کی چنانچہ یہ شرح میں نے اُنہیں
کے لئے لکھی تاکہ وہ خود اور اُنکی وجہ سے اور طالبین فائدہ اُٹھائین مگر بقول حافظ؎

دررہ عشق نشد کس بیقین محرم راز ہر کسے بر حسب فہم گمانے دارد

یہ وصیت ہے کہ جو لوگ اس رسالہ کا مطلب سمجھ کر مطمئن ہو جائیں اُنکا خدا بھلا کرے
اور جن کو کچھ بھی شبہ واقع ہو وہ نفسانیت دور کرکے دوبارہ مجھ سے تحقیق کرین۔
کیونکہ مین نے اسے حضرت والد ماجد سے مکرر پڑھا ہے اور اگر مجھ سے ملاقات نہو سکے
تو میر مخدوم بخش صاحب جو راسی سے تحقیق کرین میں نے اُن کی ایسی لیاقت کسی اور
مین نہین پائی ہے یہ صاحب ذوق اور اچھے طالب سے کبھی دریغ نہ کرینگے؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مگر بفحوائے ارشاد لیس للانسان الا ما سعیٰ اس عجیب و غریب علم کی تلاش میں دل سے کوشش کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہے اطلبوا العلم ولو بالصین یعنی علم معارف تلاش کرو اگرچہ چین مین ہو یا اسقدر مشکل ہو کہ گویا شیر کے منہ مین ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

م فائدہ ش اس کے اعداد بحساب ابجد سو ہوتے ہیں سو کے رقم کی صورت یہ ہے (۱۰۰) پہلے نقطہ سے فنا فی الشیخ اور دوسرے سے فنا فی الرسول مراد ہے ان دونون کے بعد الف یعنی مرتبہ ذات ہے جسے فرماتے ہین م احدیت مرتبہ یکتائی کا نام ہے یعنی ہر حال میں اسکا اطلاق صرف یکتائے حقیقی یعنی ذات بحت پر ہوگا ش یعنی تشخص ذاتی کے سوا کچھ ملحوظ نہ ہو مثلاً ایک شخص کا نام رحمٰن ہے جسکے سر اور آنکھ اور ناک اور کان اور دوسرے اعضا دیکھنے سے وہی مقصود ہوگا عرفا کی اصطلاح میں اسی کو احدیت کہتے ہین اور ذات بحت و تنزیہ یہی ہیولائے رحمانی بلالحاظ اعضا ہے م اور وحدت سے اطلاق مراد ہے یعنی تنزیہ و تشبیہ سے مبرّا اور پھر تشبیہ و تنزیہ سے ہویدا یعنی مرتبہ الوہیت جس کو مراتب تنزلی مین تعین اول کہتے ہین مرتبہ علم ہے اسی کو حقیقت محمدی و برزخ جامع اور برزخ کبریٰ بھی کہتے ہین ش یعنی وہ مرتبہ جو ذات و صفات کا جامع ہے اسکی بھی مثال یہی ہے کہ مثلاً رحمٰن ایک شخص ہے جس کے آنکھ و ناک و کان و سر وغیرہ اگرچہ الگ الگ دیکھے جاتے ہین اور اُس کے صفات علیحدہ علیحدہ بھی سمجھے جاتے ہین مگر وہ بذات ایک ہی شخص ہے عرفا کی اصطلاح میں اسی کو وحدت کہتے ہیں م اور واحدیت مرتبہ

تشبیہی ہے اس مرتبہ پر یکتائی کا اطلاق نہوگا اگرچہ وہ اپنے مرتبہ میں ایک ہو اور اسی
سے کثرت مراد ہے ش یعنی باوجود اس مرتبہ کی یکتائی کے تشخص کے نسبی و اضافی
معنی خیال کرنے سے اُسے یکتا نہین کہہ سکتے کیونکہ اُسی سے دوئی پیدا ہوتی ہے
اسکی شکل بھی یہی ہے کہ رحمٰن اگرچہ ایک شخص ہے لیکن یکتائی کے لفظ سے
موصوف ہونے کی وجہ سے اُسے یکتا نہ کہین گے کیونکہ اُس مین دوئی ظاہر ہے
باوجود اس کے کہ اپنے ذاتی تشخص سے یکتا ہے۔ اگر درحقیقت اپنے کو یکتا جانتا
تو پھر یہ کیون کہتا کہ یہ میرا ہاتھ اور یہ میرا پیر ہے۔ کاملین کی اصطلاح مین واحدیت
وہی ہے جس مین من و تو کا خیال آئے م اور احدان تمام مراتب کے جامع کا نام ہر
خواہ کوئی مرتبہ بھی ہو ش یعنی احد کا اطلاق ایک کے سوا کسی پر ہو نہین سکتا۔
اسی لئے ارشاد ہے کہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ یعنی حق بحیثیت ذات احد ہے اور
بحیثیت تخلیق بیشمار و واحد۔ مثلاً رحمٰن ایک شخص ہے جس کا سر ایک اور دونون
آنکھیں اور کان شمار مین ایک ایک ہین اسی طرح اور اعضا بھی علٰحدہ علٰحدہ ایک
ایک ہین پھر بحیثیت تفصیل اعضا ایک ہاتھ مین پانچ انگلیان ہین جنمین ہر ایک کا
علٰحدہ نام ہے اگرچہ ہیولائے رحمانی مین ہزارون نام ہین بالمراتب مگر ہر مرتبہ
اپنی تشخص مین یکتا ہے اور باوجود ان تمام مراتب پائے جانے کے رحمٰن یکتا ہے۔
یہان ہر جگہ رحمٰن کی مثال لکھے جانے سے جو فائدہ ہے وہ آیندہ معلوم ہوگا۔ م
اور توحید یہ ہے کہ اُسے باوجود ان مراتب کے یکتا سمجھے ش یعنی باوجود متعدد
اعضا کے رحمٰن کے تشخص کو دل سے یکتا سمجھے م ان سب مراتب کو یکتا بنانا اتحاد
ہے خواہ بدلیل ہو یا بکشف ش دو چیزون کو ایک کرنا چاہیئے جس کے اسباب مین

اولاً کسب وریاضات ہین پوری محنت کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ دوئی مٹ کر
یکتائی حاصل ہوگی اور سالک خود دیکھ لیگا مسئلہ جمع اضداد دہین پر سمجھ مین آتا ہے
اور یہ خاص لوگون کا طریقہ ہے ثانیاً دو چیزون کو ایک جاننے کے دلائل آیتین
وحدیثین ہین یہ علماے ظاہر کا طریقہ ہے اور مین نے تشخص رحمانی مین سب کو پایا
اور آنکھ سے دیکھا کہ رحمٰن خدا کا نام ہے جو باوجود اٹھارہ ہزار عالم مخلوقات کے ایک
ہے۔ کلام مجید مین ہے کہ وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا اور تمام عالم میرے
نور سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید تھی کہ لا الٰہ الا اللہ جسے
میں نے دلیلون سے یقین کیا اور آنکھ سے دیکھا مثلاً شخص رحمان باوجود مراتب
روح وجسم کے یکتا ہے یا عبد ورحمن دو لفظین ہین مگر رحمٰن کا تشخص ذاتی ایک ہی
ہے پھر رحمٰن یعنی حقتعالیٰ بھی ایک ہے اور اگر حروف را وحا و میم و الف و
نون کو علٰحدہ علٰحدہ دیکھین توبھی صرف ایک ہی حرف پائینگے م فائدہ ش پہلے
عطف سے ہے یعنی ہر وقت اور ہر حال مین اپنی فنا شیخ مین اور شیخ کی فنا رسول میں اور
رسول کی فنا ذات مین مشاہدہ کرتا رہے تاکہ ذات متجلی ہوم جب ھو الاول و الآخر
آخر کی دلیل سے غیر حق معدوم اور موجود خیالی ووہمی ہوا تو معلوم ہوا کہ جس درجہ سے
علم متعلق ہوا اُسی کے موافق اُس عالم کا نام رکھا گیا ہے اور اُسی مرتبہ مین ذات نے
اپنا مشاہدہ کیا ایجاد عالم سے یہی مطلب اور تنزل ذات سے اسی ظہور علمی کیطرف اشارہ
ہے پس اس مرتبۂ اضافی کو تنزل اول و تعین ثانی و مرتبہ جبروت کہتے ہین اور جس مرتبہ
مین ذات نے اپنے آپ کو مخلوقات کے علاوہ جانا اور صفات ذمیمہ قبلہ ذات نفسانی

سے پاک تھی اُس مرتبہ مین اُسی تنزلِ ثانی و تعین ثالث و درجہ ملکوت کہتے ہیں اور جب خدا کی یاد سے غافل ہو کر اوصاف ذمیمہ و تلذذات نفسانی مین مشغول ہوئی تو اس مرتبہ مین تنزل ثالث و تعین رابع و عالم ناسوت سے موسوم ہوئی تو وہی ایک حقیقت ہر مرتبہ ظہور علمی مین ایک دوسرے عالم سے نامور ہوئی پس حق کا تنزل علمی ہوا۔ جیسے لڑکا ولادت کے وقت علم عینیت و غیریت سے فارغ اور اپنے آپ مین محو ہوتا ہے اور جب خود بخود اُس مین علم کا ظہور ہوتا اور روشناسی اجزا پیدا ہوتی ہے تو وہ مرتبہ روحانیت مین آتا ہے جو اپنی کلیت و جزئیت کی عالم ہے پھر جب اُس مرتبہ کلیت کو بھول کر مرتبہ جزئیت یعنی کثرت مین اپنے آپ کو مربوب سمجھتا ہے تو اپنے مجازی رب کو یاد کرتا ہے اور جب تلذذات نفسانی سے فارغ رہتا ہے تو مرتبہ ملکوت مین آتا ہے اور جب ہوشدار ہو کر علائق و عوائق دنیاوی مین پھنستا اور لذات و تاثیرات کا ادراک کرتا ہے اور ان کی وجہ سے خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو مرتبہ بشریت مین آتا ہے حالانکہ وہی لڑکا ہے جس پر بوجہ اسقدر مراتب علمی کے اتنے عالم ظاہر ہوے اور اُن مراتب کے موافق نام رکھا گیا پس تنزل ذات سے تنزل علمی مراد ہے وہ باوجود ایجاد خلق اب بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا غرضکہ قرآن و حدیث اور بزرگون کے اقوال کے دو طور ہین ظاہری و باطنی اسی طرح خدا کی صفات ظاہر ہین اور ذات باطن ش اب اس متن کی کیا شرح کی جائے بقول مولوی معنوی ؎

چشم دل چون باز شد معشوق را در خویش دید ۔ عین دریا گشت چون بیدار شد چشم حباب

یعنی عارف ربانی احمد رحمانی فرماتے ہین کہ آیہ هُوَ الاَوَّلُ الخ سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت الوجود کے سوا کوئی موجود نہین اور وہی علیم ہے خلقت عالم اُسی کے وہم د

خیال ہیں ہی جو چاہتا ہو کرتا ہے کیونکہ خود علیم ہے اور دوئی و یکتائی کا علم اُسی کے اختیار مین ہے جب طرح طرح سے اپنا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو جو چاہتا ہے ظاہر کرتا ہی عالم موجود فی الخارج نہین سب اُسی مین ہے خیال ہی مین لفظ مَن اپنے لیے مقرر کیا اور خیال ہی مین لفظ تُو سے عالم ظاہر کیا اسکی مثال بھی یہی ہے کہ ایک شخص کا نام رحمٰن ہے جب وہ اپنے اعضا و جوارح دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ سب مجھ سے ہین اب بتاؤ کہ ان اعضا کے سوا رحمٰن کہان ہے اگر سمجھدار ہو تو یہی کہوگے کہ رحمٰن مع تمام اعضا موجود ہے جب اُس نے اپنے آپ کو مقرر کیا تو پہلا تنزل ہوا اور دوسرا تعین رحمٰن محض کے سوا تشخص اعضا کا ہوا جس مین رحمٰن مَن و تُو مین مشغول ہے یا رحمٰن من و تو کی وجہ سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھ کر خدا کی یاد مین مشغول اور صفات نفس سے پاک ہے گویا دوسرا تنزل اور تیسرا تعین اور مرتبہ ملکوتیت ہے۔ پھر جب رحمٰن یاد حق سے غافل ہوکر افعال بد کا مرتکب ہوا تو مرتبہ بشریت مین آیا یہ اُسکا تیسرا تنزل اور چوتھا تعین ہے جس مین وہ سب کچھ بھول گیا جیسے بچّہ اپنی پیدائش کے وقت اپنی ہستی اور اپنی نیستی سے بیخبر ہوتا ہے اُسوقت وہ گویا منزہ ہے پھر جب کچھ شعور آتا ہے اُس وقت گویا روح ہے پھر جب ہوشدار ہوکر اور برائیون سے بچکر خدا کی یاد مین مشغول ہوتا ہے تو گویا فرشتہ ہوا اور اگر یاد حق سے غافل ہوکر صفات ذمیمہ مین مبتلا ہوگیا تو گویا جانورون کی طرح بے خبر ہوا تو اُسی لڑکے کا ہر زمانہ اور ہر وقت مین ایک جداگانہ نام ہوا پس تنزل ذات حق سے مراد اُسکا اپنے کو رحمٰن جاننا ہی کہ وہی مرتبۂ تنزیہ مین بیچون و بیچگون ہے اور اُسی کے مرتبۂ تشبیہ مین بچپن و جوانی و بیہوشی کے وقت وہ اطوار ہین اگر مثال سمجھین تو طالبین و عاشقین کے لئے کافی اور اگر

ممثل بہ جائیں تو عارفین کے لیئے وافی ہے گویا تمثیل رحمٰن محض ایک بہانہ ہے -
مطلب یہ ہے کہ لوگ بندہ کی طرف سے عروج سمجھتے ہین اور حق کی طرف سے
نزول حالانکہ یہ سخت بے ادبی ہے تعالیٰ شانہٗ عما یقولون
اونکی شان برتر ہے لوگونکی گفتگو سے

گفت پیغمبر کہ معراج مرا | نیست بر معراج یونس اجتبا
آن من بر چرخ و آن او در نشیب | زانکہ قرب حق برونست از حسیب
قرب نے بالا و پستی رفتن است | قرب حق از قید ہستی رستن است

احمد و رحمٰن کا مطلب یہ ہے کہ نہ کسی نے عروج کیا اور نہ کسی نے نزول
اسکی شان وجود جیسی جب تھی ویسی اب بھی ہے ؎

من از ماضی و مستقبل گذشتم حال گردیدم | بیک حرفے حکایتہا مطول مختصر کردم

رحمٰن کا نام مثالاً بیان کیا گیا خواہ رحمٰن کہو یا عبد الرحمٰن مرتبہ اول ذات کا مرتبہ
اجمال ہے جس کو پہلے تنزل مین روح و قلم کہتے ہین اور دوسرے تنزل مین عرش
و عقل اور تیسرے تنزل مین جسم و قلب و آدم اور مرتبہ علم یعنی مرتبہ تفصیل مین لوح اور
دوسرے تنزل مین کرسی اور تیسرے تنزل مین نفس و حوا کہتے ہین پس ذات ہی کا
اجمال اسقدر مراتب تنزلی مین ہر اسم سے موسوم ہوا اور ان تمام مراتب مین جو مرتبہ
مطلق ہے اُس کا نام انسان ہے ش متن بالکل صاف ہے شرح کی ضرورت
نہین اسکی مثال بجائے شرح کے ہے یعنی ذات کی جستجو مین کوشش کرنا بیفائدہ
ہے کیونکہ ارشاد ہے کہ صفات مین تفکر کرو اور ذات مین تفکر نہ کرو پس شخص رحمٰن مین
اُسے ڈھونڈو اور سمجھو کہ شخص رحمٰن خود موجود ہے اور اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین رحمٰن
حالانکہ بغیر اس خیال کے بھی موجود ہے جانے یا نہ جانے جاننے کے لحاظ سے گویا

قلم و روح ہے اور اس لحاظ سے کہ اُس کو اپنا اور غیر کا علم آیا وہ عرش اور عقل ہے
اُس کے تمام معلومات مجمل ہین جو قلم مین مندرج ہین اور احاطۂ عرش مین تمام کائنات
ہے اور عقل کے علم مین جملہ معلومات ہین جب علم رحمٰن کی تفصیل ہوئی تو اُسوقت وہ
لوح ہے کہ جو کچھ قلم مین ہوتا ہے وہ لوح پر لکھا جاتا ہے اور کرسی بھی ہے کہ جو کچھ
آسمان مین ہے زمین پر ظاہر ہے اور نفس بھی ہے یعنی جو کچھ دل مین ہے وہ
خواہش نفس سے ظاہر ہے اور حوا بھی ہے کہ جسقدر عورت و مرد مخفی ہین حوا سے
پیدا ہونگے اُن تمام مراتب اجمالی و تفصیلی کا جو رحمٰن مین ظاہر ہین مرتبہ مطلق و انسان
نام ہے جو دونون کا جامع ہے م اسم مطلق کا اطلاق ذات واجب پر کیا جاتا
ہے باوجودیکہ وہ ذات مراتب ممکنہ کی جامع ہے لیکن اس اطلاق کی صورت مین
ان مراتب ممکنہ کو صفات کہین گے اور اسم انسان کا اطلاق مرتبۂ ناسوت مین اسوقت
کیا جاتا ہے کہ جب مرتبۂ ناسوت سے مراتب تنزلی کے موافق عروج کر کے لاہوت
تک پہونچے اگرچہ اس مرتبہ پر پہونچنے کے بعد اسم مطلق کے قابل ہوتا ہے مگر بسبب
مراتب امکانی سے متصف ہونے کے اسم انسان ہی سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ
مرتبۂ وجوبی کے لائق وہ اسم ہے اور مرتبۂ امکانی کے قابل یہ لفظ ہے یعنی مرتبۂ
وحدت مین مطلق اور مرتبۂ کثرت مین انسان ش اسکی شرح پہلے تو رحمٰن ممثل سے کیگئی
اب یون سمجھنا چاہیے کہ یہی ہستی رحمٰن ممثل بہ ہے جس نے اپنی بلندی و پستی سے
واقف ہو کر اپنا اطلاق و تقیید جانا تو وہی رحمٰن باعتبار مرتبۂ وحدت کے مطلق ہے
لیکن اس لحاظ سے کہ وہ بسعی و کوشش ناسوت سے لاہوت تک پہونچا وہی رحمٰن
انسان ہے پس رحمٰن و عبدالرحمٰن دونون نامون کے لائق ہے ؏

رہ عقل جز بپیچ در پیچ نیست ٭ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

عم کتاب مبین سے عالم مراد ہے جس مین سورۂ فاتحہ اُس کے مرتبہ اجمالی کی طرح واقع ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ رطب سے مراد عالم امر عالم محسوس اور عالم ملک و عالم خلق ہے اور یابس سے مراد عالم غیر محسوس و اعیان ثابتہ ہین جو ابتک علم سے باہر نہین آئے اور جن کا وجود تعقلی کے سوا وجود خارجی نہین پایا جاتا چنانچہ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سے ممکن ہے کہ احاطۂ علمی مراد ہو جس سے عالم باہر نہین آیا اش اسکی مثال بھی تشخص رحمانی ہے اس لحاظ سے کہ تر و خشک یعنی معاد و معاش اور ہیولیٰ و اعضا و صفات علوی و سفلی و ذہنی و خارجی تفصیل رحمن مین موجود ہین اس اعتبار سے رحمن قرآن بھی ہے اور سورہ فاتحہ بھی جو قرآن کا مرتبہ مجمل ہے یعنی پورا قرآن تفصیل ذات ہے اور فاتحہ ذات کا اجمال ذات کی ہر تفصیل اُس مین پا سکتے ہین پس رحمن کا اسم و تشخص ذاتی باوجود ہیولا و اعضاء جسم رحمن ہے اور بملاحظہ اعضاء وغیرہ تشخص صفاتی عبدالرحمن ہے یہ باتین سمجھدار پر پوشیدہ اور ناسمجھ پر ظاہر نہین ہے

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام ٭ ز خاک مکہ ابوجہل اینچہ بوالعجبی ست

عالم فی الخارج موجود نہین مگر علم میں اُسکے سب کچھ ہے جو چاہے کرے عم حضرت حق کے ملاحظۂ مراتب کو مشاہدہ اور ایجاد عالم کو تنزل اور اپنی ذات کے مشاہدہ کو عروج اور اصل کی طرف رجوع کو فنا و قیامت اور وصول کو بقا کہتے ہین اور عرفاء کے عالم کو دوبارہ ملاحظہ کرنے اور اُس مین حق کے دیکھنے کو حشر عارفان کہتے ہیں۔

ل نہین تر اور خشک ہے مگر کتاب مبین مین ۱۲ ٭ ۲ بیشک وہ ہر چیز کو گھیرے ہے ۱۲

بہرحال کارخانہ نفی عالم و اثبات حق اسی ترتیب سے ہے عارف پر ہمیشہ دونوں طاری ہوتے رہتے ہین شش رحمن کا تشخص بھی ایسا ہی ہے کہ اُس کے سوا کوئی نہین جب اُس نے اپنا ملاحظہ اس طرح کیا کہ اپنے اعضا اور کمالات ظاہری و باطنی معلوم کئے تو گویا خلق کی پیدائش ہوئی اور جب یہ جانا کہ جسکو مین اپنے سے علحدہ جان کر سمجھا ہون یہ سب مین ہی ہون تو وہ عارف کہلائے گا اور اُس کا عرفان استغراق کی طرح ہے کہ اپنے آپ سے بیخبر ہوتا ہے اور جب خیال بے خیالی محو ہوا تو بیدار رہے مگر خیال بیداری و خواب سے غافل و فارغ ہے اور صحیح العقل ہے مجنون نہین ہے یعنی اپنی دونون حالتوں سے باخبر ہے یہ ہر شخص کو اکثر وقت ہوتا ہے اسوقت سب فانی ہوتا اور قیامت قائم ہوتی ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اس معرفت پر قائم ہو کر وہ باقی باللہ ہوتا ہے کہ جسکے بعد پھر وہ ہاتھ کو ہاتھ اور سر کو پیر نیز تمام مراتب خارجی ذہنی انھین نامون سے اسیطرح یاد کرتا ہے اسوقت مطابق اُس حدیث کے کہ لوگ قیامت مین اسیطرح اُٹھینگے جسطرح مرینگے اسکا حشر ہوتا ہے پھر وہ تمام مراتب مین ہر مرتبہ کو اپنے مرتبہ کے موافق دیکھتا اور جانتا ہے اُسوقت وہ خدا کو بچشم سر دیکھتا ہے بہرحال حضرت لوجود کی شان وجود ہی یہی ہے جو عارفون پر پوشیدہ اور جاہلون پر ظاہر نہین رحمن و عبد الرحمن ایک ہی ہے جو لوگ رحمن کہتے ہین وہ اپنی سمجھ کے موافق ٹھیک کہتے ہین اور جو عبد الرحمن کہتے ہین وہ اپنی سمجھ کے موافق درست کہتے ہین ؎

عارفان محظوظ در عرفان خویش — ناقصان مغرور بر نقصان خویش

ہر دو را میدان و شاخ از یک نہال — یک گلے داد و دگر خار آن خویش

سلہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور باقی رہے گی ذات تیرے پروردگار کی جو صاحب جلال اور بزرگی ہے ۱۲

م تنزیہ سے لاتعین و بطون و نفی صفات مراد ہے یعنی اُس مرتبہ مین صفات عین ذات
ہین جنکو صفات و مراتب جانتے تھے وہی ذات ہے تعالیٰ شانہٗ عما یقولون
اسی لئے مرتبہ و نہج کو شان کہتے ہین اور لوگ ذات کی تعبیر شناسائی یون کرتے ہین کہ
ایسا اور ویسا ہے حالانکہ شیون وانہاج وہ خود ہی ہے اور وجوب سے حقیقت یعنی
ذات مراد ہے نہ امکان و عدم اسی لئے وہ انسان کے فہم و گمان و بیان سے برتر ہے اور
مطلق سے ان دونون مراتب جہت اول و جہت ثانی کی جامعیت مراد ہے جس کو
نسبت کہتے ہین یعنی ذات کا علم سے دونون طرح سے متصف ہونا اور اپنے آپ کو
بہ قطع نظر و بلحاظ صفات پانا کہ ایسا اور ویسا ہون یعنی بہ قطع نظر صفات ذات محض ہون
اور بلحاظ صفات ذات مع الصفات ہون اگر اپنی صفات کا ملاحظہ کرون کہ اپنی اولیت سے
اول اور اپنی آخریت سے آخر اور اپنے ظہور سے ظاہر اور اپنے بطون سے باطن اور تمام
مراتب کا جامع ہون اور گنج مخفی سے اسی مرتبہ استعداد و صلاحیت مراتب کیطرف اشارہ ہے
اور ذات کی صفات سے متصف اور تقیدات سے مقید اور تعینات سے متعین ہونے سے
اسکا اپنے آپ کو صفات و تعینات و تشبیہات و تقیدات کے ساتھ ملاحظہ کرنا مراد ہے
کیونکہ اسکی ذات ہر نہج پر واقع ہے ہر درجہ مین اُسنے اپنے آپ کو اُسی کے موافق موسوم
کیا اسی سے اسماء و صفات کا ظہور مراد ہے اور مرتبہ تشبیہ یعنی مرتبہ ظہور صفات و تعین
و تقید و نسب تنزیہ کے برعکس ہے اور مرتبہ تنزیہ تشبیہ کے برعکس ہے یعنی یہ صفات و
تعینات و تقیدات سب مجھ سے ہین اسکی بہی تشخص رحمانی مین پایا جاتا ہے یعنی
جس وقت رحمٰن اپنے اعضا کا لحاظ نہین کرتا اور اپنے اعمال و افعال و اقوال کو اپنی
طرف منسوب نہین کرتا بلکہ یہ جانتا ہے کہ ان سب امور نسبی و اضافی کے ساتھ مین ہی ہون

اور دانش نسبت بھی درمیان مین نہین ہے تو گویا رحمٰن منزہ بعلم ہے مع حق تعالیٰ کا
آدمؑ کو تمام اسماء سکھانا اور اُن مین اپنی روح پھونکنا اور امانت سپرد کرنا اور اچھی
ساعت پیدا کرنا اور جنت مین ٹھہرانا ظہور علم اطلاقی ہے اور نسبت کا علم مع اضافت
اسماء اسمین ہونا اور انسان کا اسی علم مطلق کے ظہور سے پیدا ہونا اور اپنی ذات
کو ہر دو جہت سے مشاہدہ کرنا پھر اُسکا اسفل السافلین کی طرف واپس ہونا اور
جنت سے نکلنا اور شجر ممنوعہ کے پاس جانے سے ظالم ہونا اور بعد سپرد امانت ظلوم
وجہول ہونا ظہور علم کثرت و نسبت اضافت سے کنایہ ہے جسے علم دوئی کہتے ہین
پس جب حق تعالیٰ نے اپنے مرتبہ تنزلات علمی مین نزول فرمایا تو کثرت مقابل وحدت
کے نام سے موسوم ہوا ہین سے مرتبہ خلافت انسانی بہ تفصیل سمجھ مین آیا حالانکہ بنظر
ذات وحدت عین کثرت اور کثرت عین وحدت ہے پس ذات پر مراتب کثرت و
وحدت کے محمول ہونے سے مرتبہ انسانی کا حمل مرتبہ مطلق پر بحکم مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اور مرتبہ تنزلی کا حمل مرتبہ عروجی پر آیۂ ھُوَالاَوَّل اور بقولہ حتی کل رجوع
اِلَی البِدَایَۃِ سے ظاہر ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ مرتبہ اجمال عین تفصیل اور مرتبہ تفصیل عین
اجمال اور مرتبہ عروج عین نزول اور نزول عین عروج اور نائب عین منیب ہے
اور حضرت حق کی وحدت سے کثرت مین محجوبیت اسماء وصفات تنزل کرنے سے لحاظ
اور مرتبہ انسانی مین اپنی اصل سے مراتب بشری کیطرف نزول کرنے سے نسیان مراد
ہے اور چونکہ بسبب علم واجب جسے علم حضوری کہتے ہین علم و عالم و معلوم ایک ہین
لہذا علم بھی واجب معلوم ہوتا ہے نیز ثبوت وجوب صفات کنت سمعہ و بصرہ سے
واضح ہوتا ہے کیونکہ سمع انسانی ایک حالت ہے جسکو حقتعالی اپنی ذات سے منسوب

کرتا ہے پس ذات پر مراتب عینیت و وجوبیت و حقیقیت کا حمل آیات و احادیث سے
ظاہر ہوتا ہے اور اسی سے ھذا ھو اور ھو ھذا بلا اتحاد و تفرقہ و اعتبار محض و عدم اعتبار
ثابت ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حق کا عالم کی طرف نزول کرنا اور انسان کا اپنی اصل
بھول جانا نہ غفلت ہے نہ نسیان بلکہ علم وحدت و کثرت سے متصف ہونا اور اپنے
آپ کو صور وجوب و امکان کے ساتھ مشاہدہ کرنا بوجہ امر وجوبی یعنی اقتضائے ذات و
لوازم ذات کے ہے یعنی ظہور و عدم ظہور علم اقتضائے عین ذات واجب ہے اور ان
علوم و صفات سے اسکا اتصاف اسی لحاظ کی درجہ سے ہے پس امور نسبی دونوں علموں
مین واقع ہوئے۔ علم ذاتی کو حضور و صحو اور علم صفاتی کو عدم حضور و محو کہتے ہین اور
مرتبہ انسانی مین اُسی علم ذاتی کو بیداری و ہشیاری اور اصل سے تنزل کو نسیان و جہل
کہتے ہین حالانکہ علم کے سوا نہ عروج ہے نہ نزول نہ حضور نہ عدم حضور نہ صحو نہ محو نہ مستی
نہ ہشیاری نہ غفلت نہ بیداری نہ نسیان نہ واقفکاری نہ علم نہ جہل بلکہ وہ خود آپ ہی
اپنے وجود سے موجود اور اپنے ان مظاہر سے ظاہر ہے بلا لحاظ صفات اپنی ذات کو
ذات دیکھتا ہے اور بہ لحاظ اسماء و صفات اپنے آپ کو عالم جانتا ہے اگرچہ منشاء انتزاع
عالم وہ خود ہے لیکن منتزع معدوم صرف و معقول محض ہے کیونکہ اب تک عالم نے

خیال کے سوا وجود خارجی پایا ہی نہین حدیث شریف جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ
(خشک ہو گیا قلم ہونے والی چیز پر)
اور آیہ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ اسی مرتبہ ظہور ذات و ایجاد عالم سے مشعر ہے یعنی
(محو کرتا ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے)
اپنی صفات جلالی و جمالی سے جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا
ہے قلم خشک ہو گیا یعنی اس ترکیب کے سوا ظہور نہ ہوگا حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ
عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ و آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ سے غالبًا یہی علم اور یہی معرفت

سے دینِ اکمل مراد ہے تو جس کو یہ علم حضوری اور یہ دین معہ ارکان حاصل ہے وہ خدا کے فضل سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے عارف ہے ش یہ بھی تشخص رحمانی یعنی صورت انسانی مین پایا جاتا ہے تمام اسمار اسی صورت مین اور خدا کی معرفت بھی اسی سے مخصوص ہے امانت حق و مشاہدہ جنت وعذاب و دوزخ وامر و نہی اسی سے متعلق ہے اور علم دوئی واضافت ونسبت امتیاز نیک و بد اسی مین ہے اور تمام مخلوقات مین قابل نیابت و خلافت حق یہی ہے اسی کے کمال امتیاز کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسکی سماعت و بصارت سب مجھ سے ہے اور اپنی غیبت بھی اس کے ساتھ بیان فرمائی ہے اسوقت زیادہ بیان کی ضرورت نہین جسکو خداوند تعالیٰ یہ علم اور حقیقت علم ظاہر کریگا اُسپر کوئی دقیقہ باقی نہ رہیگا اور جو کوئی بحسن عقیدت اسے ملاحظہ کریگا وہ انشاءاللہ تعالیٰ عارف کامل ہوگا صفت جلال کی مثال آفتاب ہے جس پر بوجہ اُس کے ظہور کامل اور تابش ظہور کے نظر نہین ٹھہرتی۔ اور صفت جمال کی مثال ماہتاب ہے جسکی روشنی سے تمام چیزین دکھلائی دیتی ہین مگر اُسکی ذات تمثیل و بیان سے بالاتر ہے م اور آدم کو تمام اسما تعلیم کرنے کا فائدہ رسالہ کا اتمام ہے ش جسکی شرح یہ ہے کہ شروع کلام اللہ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم واقع ہے پس خدا کا اسم اعظم رحمن ہی اس لئے اُس نے الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی فرمایا۔ یا فرمایا کہ ہم نے آدم کو قبل آدم صفی اللہ کے پیدا کیا اس سے یہی مراد ہے کہ یہ صورت قدیم ہے جس کا آغاز اللہ ہی کو معلوم ہے اور خلیفہ حق بھی اسی صورت پر پیدا ہوا اور نائب مین منیب کے آثار ضرور ہوتے ہین جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہی رحمن تنزلات علمی مین اتنے مراتب سے موسوم ہے تو نائب کو بھی ویسا

سمجھنا چاہیئے جسکی وجہ سے وہ حامل امانت ہوا اور ہر طرح کی تعلیم پاکر نائب حق ہوا
اور یہ حقیقت معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ بہشت سے کیون نکالا گیا اور پھر بہشت اُس کا
مقام کیون مقرر ہوا اگرچہ لوگ اسے قرآن مجید مین پڑھتے اور جانتے ہین لیکن یقینی طور
پر نہین سمجھتے شبہ مین رہتے ہین محققین مفسرین کو معلوم ہے کہ تخلیق آب و گل سے
علم سفلی مراد ہے انسان بوجہ دوئی سمجھنے اور جاننے کے بہشت سے نکالا گیا پھر جب وہ
اپنا جامع جملہ صفات ہونا جان گیا تو دوئی جاتی رہی اور جنت اسکا مقام ہو گیا ۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

پس رحمٰن تنزیہ مین ویسا ہے اور تشبیہ مین ایسا واقف لوگ تنزیہ مین رحمٰن اور واقف
تشبیہ مین عبدالرحمٰن کہتے ہین اصلی حال خدا ہی خوب جانتا ہے جو کوئی عقیدت
سے اس رسالہ کو ملاحظہ کریگا وہ خدا کی عنایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ عارف کامل ہو جائیگا مصنف اسکا ضامن ہے اور
اگر چالیس بار بحضور قلب بعد نماز یہ رباعی بطور وظیفہ پڑھی جائے تو خدا سے امید
ہے کہ جلد مقصد حاصل ہو ۔

اندر چشمم ہمہ توئی بینائی اندر دہنم ہمہ توئی گویائی
در ہر قدمم تو راہ می پیمائی پس جملہ توئی دگر چہ می فرمائی

تمام شد

رسالہ شہود المقربین

تصنیف حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر خلف و خلیفہ حضرت شاہ اللہ احمد قلندر لاہرپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدم ثنائے حق ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک[1]
پھر اُس کے مظہر اتم پر درود جو سرور کائنات اور فخر موجودات ہین اللّٰھم صل علی محمد
و علی آل محمد بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ[2] پھر پیران طریقت پر فاتحہ خصوصاً حضرت
مرشد پر جنکے بغیر منزل حقیقت تک رسائی نہین ہو سکتی۔ اسکے بعد اہل بصیرت پر مخفی
نہ رہے کہ یہ ہیچمدان خوشہ چین خرمن فقرا عبد الرحمن[3] اگرچہ جامع عبد و رحمن ہے مگر مرتبہ
عبدیت مین پایۂ علمیت سے بے بضاعت ہے اس قابل نہین کہ کچھ لکھے ؎

پیش ازین گفتہ اند اہل سلف ۔۔۔ عذر من صنف قد استہدف[4]

اور مرتبہ بالا جو عبد کے مقابل ہے اُس کے جواب مین عبد کیا بیان کر سکتا ہے۔

---

[1] مین تیری حمد کا احاطہ نہین کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی کہ خود تو نے اپنی حمد فرمائی ۱۲

[2] خداوند رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر ہر ذرہ کے شمار سے ہزار ہزار بار ۱۲

[3] آپ حضرت شاہ اللہ احمد قلندر لاہرپوری کے بڑے صاحبزادہ اور اُن کے جانشین تھے ولادت آپکی تقریباً سنہ گیارہ سو سترہ ہجری مین ہوئی آپ کی ذات پاک اپنے والد ماجد کے کمالات کا نمونہ تھی اُن کے بعد آپ اکاون سال رونق افروز سجادۂ آبائی رہے اور بہتون کو اپنے فیوض ظاہری و باطنی سے فیضیاب فرمایا۔ اکثر علما و فضلاء زمانہ آپ کے حلقہ بگوش تھے وفات آپکی بعمر بیاسی سال بچیس محرم روز پنجشنبہ سنہ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوئی مزار آپ کا مابین صحن مسجد و روضۂ منورہ حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہ العزیز ہے ۱۲

[4] جس نے کوئی تصنیف کی وہ نشانہ بنا ۱۲

غرضکہ دونون طرح پر بندہ اپنے آپ کو کچھ نہین جانتا ہے اور عذر مسموع و بیان واقعی کرتا ہے جسے عقل ہے وہ سب سے پہلے انگشت نمائی سے پرہیز کرے گا۔ اسکے علاوہ امر قوی کا بیان کرنا قواے ضعیف سے تقریباً محال ہے اور نادر۔ اہدم بر سر مطلب بتقاضاے وجودی مجھ گم نام کو سیر کے بہانہ سے گڈہ مٹھی جانے کا اتفاق ہوا اور وہان ثمرۂ شجر فتوت ثمر شجرۂ ولایت واقف اسرار سبحان کاشف راز یزدان میر مخدوم بخش کی ملاقات میسر ہوئی چونکہ اُنکی ذات ستودہ صفات مجمع کمال ہے اور وہ شہود الٰہی کے مدرک اور بے شک و شبہ اُس مین مستغرق ہین اور اُن کو فقیرونکی صحبت کا باوجود اس وضع اور ان اوقات کے بہت شوق ہے اُس کے علاوہ اُن کے جدِ بزرگوار حقائق و معارف آگاہ خلاصۂ اتقیا و زبدۂ صفیا میر حیدر خان عارف ربانی حضرت غوث الدہر شاہ فتح قلندر کے شاگرد اور مرید تھے اس لیے بھی اُن کا التفات مجھ پر زیادہ ہوا پھر دو تین ماہ ساتھ رہنے سے اور اُن کا حسن ظن مجھ سے بڑھ گیا باوجودیکہ اُنھون نے سلوک کی بہت سی باتین اپنے جد بزرگوار سے لڑکپن مین سُنی ہین اور آپ اپنے پدر بزرگوار میر سید میر سلمہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم پائی ہے لیکن کمال محبت اور حُسن ظن کیوجہ سے مجھ سے بہت مصر ہوے کہ اپنے پدر بزرگوار حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر اور جد بزرگوار حضرت شاہ مجا قلندر کے کلمات معرفت اور اکتساب اور دعائین اُن کو بتاؤن اور اُن کے لئے کچھ لکھون جسمین عرفاے موصوف کے علاوہ حضرات صوفیہ کاملین سابقین کے قواعد بھی اُن کے طریقہ پر لکھون اور تربیت کی تکمیل کر کے خلافت دون تاکہ وہ بے حجاب اس بات مین مشغول ہون۔ چونکہ وہ نوع انسانی مین عظیم الشان اور ہمہ دان شخص ہین اور حضرت چراغ دہلی کے نواسہ اور خاندان قلندریہ کے پوتون مین

ہین لہذا اُن کی خاطر سے جو کچھ معلوم ہے لکھتا ہون میر مخدوم بخش کی وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ وہ نسباً سید ہین حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کی اولاد پسری نہ تھی اُنھون نے
اپنے بھانجہ کو اپنا متبنیٰ کیا تھا جو سید تھے یہ اُس قدیم خاندان سے رابطہ رکھتے ہین
اور اس طرح پر طریقہ چشتیہ مین وہ حضرت چراغ دہلی کے نواسہ ہوتے ہین اسیوجہ سے
ان کا نام مخدوم بخش ہے۔ اب مین بیان کرتا ہون کہ جو کچھ پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطہ جبرئیل امین تعلیم فرمایا اور آنحضرتؐ نے اپنے علمبردار
حضرت عبدالعزیز مکی قلندر کو اُنھون نے حضرت امیر سید خضر رومی قلندر کو اور اُنھوں نے
حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کو اور اُنھون حضرت شیخ قطب الدین مینا دل
سرانداز غوثی کو اور اُنھون نے اپنے صاحبزادہ حضرت شاہ محمدؐ قطب قلندر کو اور
اُنھون نے اپنے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالسلام قلندر عرف شاہ علن کو اور اُنھون
نے اپنے صاحبزادہ شاہ عبدالقدوس قلندر کو اور اُنھون نے حضرت شاہ مجتبیٰ عرف
شاہ مجا قلندر کو اور اُنھون نے حضرت شاہ فتح قلندر کو اور اُنھون نے میرے والد و
مرشد شاہ الہدیہ احمد قلندر کو اور اُنھون نے مجھ فقیر کو تعلیم فرمایا وہ سب بے کم و کاست
مین قرۃ العین و المعانی میر مخدوم بخش کو دیتا ہون اور اُن کے لئے یہ رسالہ لکھتا ہون
حق تعالیٰ اُن کو اور کل طالبون کو فائدہ بخشے مین اُن کو کل امور مین اجازت و خلافت
دیتا اور مجاز کرتا ہون کہ مجھ کو سب سلسلون مین سب طریقون سے اجازت و خلافت
ہے اور چونکہ یہ علم خاندان پنجتنؑ سے ہے لہذا یہ رسالہ پانچ بابون پر منقسم کر کے اسکا نام
شہود المقربین رکھتا ہون۔ پہلا باب احوال پیر و مرید اور اُس کے ضروریات مین
دوسرا باب طہارت اور اُس کے آداب مین تیسرا باب عبادت و ریاضت مین چوتھا باب

اکتساب و اعمال مین پانچوان باب اصطلاحات مین وَهُوَ حَسْبِیْ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل

پہلا باب پیر کی طلب مین - حدیث مین ہے کہ مَنْ جَدَّ فَقَدْ وَجَدَ[1] نیز
وارد ہے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ[2] فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ اب علم کی بہت سی قسمین ہین
ہر طالب اپنی طلب اور کوشش کے موافق اُس علم کو طلب کرکے حاصل کرتا ہے -
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کُلُّ[3] حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ اور ایک طلب وہ ہے جو مخبر
صادق نے فرمائی کہ مَنْ[4] عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ سالکان راہ کے نزدیک
یہی طلب اصلی طلب ہے باقی ہوا و ہوس ہے اور اور سب علوم بھی اسی طرح ہین
مثلاً تم اپنی تمام عمر علم صرف مین صرف کردو تو تم کو صرف یہی معلوم ہوگا کہ فعل ثلاثی تین
حرفون کا ہوتا ہے یا رباعی چار حرفون کا اور جس علم کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرض کیا ہے اُسمین ایک کہنے اور ایک جاننے سے دوئی مٹتی ہے تو سہ حرفی اور
چو حرفی کا کیا دخل - اسی طرح نحو مین اُن قوانین سے جو حروف کی ترکیب کے لئے
مقرر ہین اپنے خیالات درست کرکے ایک لفظی شخص مثلاً زید و عمرو کی بحث مین پڑ گئے
اور خدا کی طرف رجوع نہ کی اور حروف تہجی کی حقیقت تک سے واقف نہ ہوے
تو پھر زاہد کا کیا ٹھکانا یا علم معانی مین استعارہ و اشارہ کے لئے نَحْنُ[5] اَقْرَبُ اِلَیْهِ
مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور وَفِیْ[6] اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کو سب سے بہتر آیتین قرار دین
مگر وصول مین یعنی ذات پروردگار اور شان محمدی جس چیز کی مستحق ہے اُسے بالکل نہ سمجھا

---

۱ - جس نے کوشش کی اُسنے پایا ۱۲ ۲ - طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے -
۳ - ہر گروہ اپنے پاس والی چیزون سے خوش ہے ۱۲ ۴ - جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے
اپنے رب کو پہچانا ۱۲ ۵ - ہم اُسکی رگ گردن سے زیادہ قریب ہین ۱۲ ۶ - حق تمھارے
نفس مین ہے کیون نہین دیکھتے ۱۲

اور نہ اُنمین در آئے اور تمام مخلوقات سے زیادہ جاہل ہے اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ
بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا پس چاہیے کہ زبان نامعقول باتین بکنے سے بند کرو اور نفس سلیم
کے ذریعہ اپنے کو نجاست غیریت اور ناپاکی ہوا و حرص سے پاک کر کے طہارت اختیار
کرو حدیث اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَاِنْ بِالصِّیْنِ سے یہی علم مراد ہے اور آیہ اِقْرَاْ کِتَابَکَ کَفٰی
بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا کا شان نزول یہی ہے پس اصل علم یہی ہے اس علم
سے عالم و معلوم دونون گم ہو جاتے ہین اور طلب یہی ہے کہ اپنے پہچاننے کی کوشش
کرو مختصر یہ کہ طالب خدا کو لازم ہے کہ جو کچھ مرشد فرمائے اسے بجان و دل یقین کرے ہر چند
بعض امور طالب کے دل پر جمتے نہین اور بظاہر خلاف قیاس و عقل ہوتے ہین مگر
چاہیے کہ مرید طالب اُن کو عین آیت و حدیث جانے اور سمجھے کہ جو کچھ مرشد نے فرمایا
ہے صحیح اور برحق ہے مین سمجھ کی کمی کیوجہ سے نہین سمجھ سکا ہون انشاء اللہ تعالیٰ اسی
یقین سے سچائی کا دروازہ اُس پر کھل جائے گا۔ اب پیر کا ذکر شروع ہوتا ہی پیری
کئی قسم کی ہوتی ہے ایک قسم پیر و مرید کی وہ ہے جو عوام مین شائع ہے یعنی بیچارے
عام لوگ اپنے عقیدہ سے یہ یقین رکھتے ہین کہ بغیر کسی کو پیر بنائے زندگی وبال ہے
اور جب کبھی کسی طرح کا نقصان پہونچتا ہے تو سمجھتے ہین کہ پیر نہ کرنے کی وجہ سے ہوا
خدا ان بیچارون کے اعتقاد پر رحمت نازل کرے اُن کے پیر ہاتھ پکڑ لینے کے سوا
اور کچھ نہین جانتے بھلا تعلیم کیا کرینگے دوسری قسم پیر کی اس سے بہتر ہے لیکن وہ بھی
بمنزلہ عوام کے صرف نماز و روزہ کے پابند ہوتے ہین خود بھی عمل کرتے ہین اور جو لوگ
عمل نہین کرتے اُن کو ہدایت کرتے ہین اکثر پڑھے لکھے بھی ایسے پیر کے جال مین گرفتار

لے یہ لوگ مثل چارپایون کے ہین بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ۱۲ سے علم طلب کرو اور اگرچہ وہ چین مین ہو۔

ہوجاتے ہین اب مین اُن پیرون کا ذکر کرتا ہون جو راہ حق بتاتے ہین۔ اُن مین سے
بعض ایسے ہین کہ مسائل توحید وغیرہ بزرگون کی کتابون مین دیکھ کر یا بزرگون کی زبانی
سُن کر مسند ارشاد پر بیٹھ جاتے ہین اور مریدون کو تلقین کرتے ہین اور اپنے عرفان اور
ارشاد پر ناز کرتے ہین حالانکہ جب خود ناقص ہین تو غیر کی تکمیل کیا کرینگے ع خفتہ را
خفتہ کے کند بیدار ٭ اور ایک قسم وہ ہے جن کا شوق و ذوق پیری و مریدی سے
مُبرّا ہے وہ کسی کا ہاتھ نہین پکڑتے بلکہ مرید کو اُس کے اشتیاق کے موافق ہدایت
کرتے ہین یہی خدا کے طالب اور انبیا کے نائب اور حکیم ہین پہلے مزاج دریافت کرتے
ہین پھر مرض پہچانتے ہین پھر اُسکے موافق ترتیب سے دوا بتاتے ہین اگر دیکھتے ہین کہ
کہ مرید کا اشتیاق عمل اسماء وغیرہ کی طرف بغرض امتیاز ابناے جنس ہے جیسے زید بہ نسبت
عمرو کے ایک قسم کی قبولیت رکھتا ہے تو وہی تلقین کرتے ہین جس سے اِنَّ اللہ
لَا یُضِیعُ اجرَ المحسنین کے مطابق کچھ نہ کچھ امتیاز حسب استعداد حاصل ہوجاتا ہے
جس وقت حسن ظن بڑھ جاتا ہے اور جس لذت کا وہ مدت سے طالب تھا اُسمین تاثیر
کرتی ہے تب طالب خود بخود استدعاء بیعت کرتا ہے اور وہ اُسے مُرید کر لیتے ہین
کیونکہ بیعت لینا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو محض خدا
کی یاد مین مشغول رہتے ہین ظاہراً و باطناً حق دیکھتے اور حق سُنتے ہین اور ہر جزو کل مین
مشاہدہ حق کرتے ہین کیونکہ اُن کا بجز اُسکے اور کوئی مطلوب نہین یہ گروہ کاملون کا ہے
اور اُن کے طالب بھی اہل ہمت ہی ہوتے ہین یہ لوگ پہلے احکام شریعت فرض
و سنت و واجب و مستحب و نوافل وغیرہ بخوبی طالب کے دل مین مستحکم کردیتے ہین

ا۔ بیشک اللہ احسان کرنے والون کا ثواب ضائع نہیں کرتا ۱۲

جب طالب اس پر قائم ہو جاتا ہے تب اُس کو باطن کیطرف متوجہ کرتے ہین جس سے
ھو الاول والاخر والظاھر والباطن کے معانی اُسپر کھل جاتے ہین کہ ظاہر بھی
وہی ہے اور باطن بھی وہی ہے اور اول بھی وہی اور آخر بھی وہی یعنی طالب کے سوا
اور کوئی نہین ہے مگر طالب کی سمجھ کا فرق ہے - ایسی پیر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ من لیس لہ الشیخ فشیخہ الشیطان [۱] اور پیر بمنزلہ منعم صاحب دولت کے
ہے اور مرید بمنزلہ مہمان مسافر کے جب مسافر منعم کے دروازہ پر جاتا ہے تو وہ اپنی استعداد
کے موافق تکلف یا بے تکلفی سے جو کچھ ہوتا ہے اس کے لئے حاضر کر دیتا ہے اسیطرح
وہ پیر ہے جو اپنی سمجھ کے موافق کاملون کے رسائل اور بزرگون کی کتابون سے دیکھکر
ارشاد کرتے ہین اور خود کچھ قدرت نہین رکھتے اور ایک قسم کے پیر وہ لوگ ہین جو ظاہر
مین کل آداب شرع و عبادات و اکساب و اعمال اور تمام اُسکے ضروریات مریدین کو
بتلاتے اور تلقین کرتے ہین اور قرآن اور حدیث اور بزرگون کی کتابون سے دلیل لاتے
ہین اور اسکے علاوہ اپنی قوت مشاہدہ سے مرید کو غفلت سے نکالتے ہین اور اپنے مجاہدہ
و مکاشفات کے تاثیرات قوی اُسپر ظاہر کرتے ہین یہ وہ منعم ہین جو ہر طرح کی تواضع سے مرید
مسافر کو ایسا سیر اور مستغنی کر دیتے ہین کہ اُسے پھر کسی چیز کی حرص و طمع نہین رہتی پس
پیر معرفت پر واجب ہے کہ حصول مقصود کا کوئی دقیقہ مرید طالب سے دریغ نہ رکھے
اور جب تک اُسے مقصد تک نہ پہونچا لے چین نہ لے اور مرید پر لازم ہے کہ جو کچھ
پیر فرمائے اُسکو کشود کار کی راہ سمجھے اگرچہ بظاہر مرید کی طبیعت اُسے قبول نہ کرتی ہو لیکن
اُس کو اپنی سمجھ کی کمی سمجھے اور یہ جانے کہ جو کچھ پیر نے فرمایا ہے وہی ہے کیونکہ پیر نے

---

[۱] جس کا کوئی پیر نہین اُسکا پیر شیطان ہے ۱۲

سب دیکھا ہے اور مرید اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دید اور خواہش دید مین بڑا فرق ہے فقط

دوسرا باب طہارت ظاہر و باطن مین

اوّل طہارت ظاہر اگر خدا توفیق دے تو اُس کے لئے نسخہ احکام الصلوٰۃ اور نام حق کافی ہے اُسپر عمل کرے دوم طہارت باطن یہ ہے کہ مرید اپنے دل کو خطرات غیر سے پاک رکھے یعنی پیر کے ارشاد کے موافق ایسا مشغلہ کرلے کہ خطرہ کا خطرہ بھی اُسکے دل سے محو ہو جائے ہر جگہ ظہور حق کے سوا اُسے کچھ نظر نہ آئے کیونکہ علم کے لئے معلومات ضروری ہین جن سے علم ہمیشہ متعلق رہتا ہے جب مرشد کے ارشاد کے مطابق مشغلہ یہان تک پہونچ جائے کہ یقین سے یہ معلوم ہو جائے کہ سب معلومات ذہنی و خارجی میرے خیال اور میرے جاننے سے ظاہر ہوئے ہین۔ جب میرا علم نہ رہے سب معلومات معدوم ہین تو ثابت ہوا کہ سب مین ہون پس یہ طالب طاہر اور علم غیر سے پاک ہوا لیکن خود باقی ہے اور کمال طہارت قدم بقدم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ علم جس مرتبہ مین اپنی معلومات کو معدوم کرتا ہے تو یہ علم خود بھی ایک طرح کا معلوم ہے پس تنزیہ ذات کے مرتبہ مین علم کا بھی ایک تعین ہے اور ذات کے عرفان مین یہ علم ذات کی صورت ہے یعنی علم و عالم و معلوم سب ایک ہے یہ اس راہ مین کمال طہارت ہے جب یہ طہارت عمل مین آئیگی تو مقصود پر پہونچنا بہت آسان ہو جائیگا۔

تیسرا باب عبادات و ریاضات مین

عبادت ظاہری یعنی ارکان نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ اور اُن کے ضروریات و آداب کتب فقہ سے معلوم کر کے ادا کرنا چاہیئے۔ اور راہ سلوک کے عبادات بہت ہین لیکن جو میرے معمول اور میرے نزدیک موثر ہین اُنھین بیان کرتا ہون یعنی اعمال طریقہ قادریہ جو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رض سے منسوب ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللہ لَا مَقْصُودَ اِلَّا اللہ لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللہ

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہ لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ باواز بلند اسقدر کہے
کہ گرمی اور محنت جسم پر ظاہر ہو طریق عمل مرشد سے اچھی طرح پر نقل کرے اور اشارات پر
لحاظ رکھے بعد فراغت کے دو گھڑی مراقبۂ ذات مین مشغول رہے کہ بجمیع الوجہ ذکر و
ذاکر و مذکور حق کے سوا کوئی نہین ایک اور عمل مجرب و مؤثر طریقہ سہروردیہ کا یہ ہے
کہ میدان مین تنہا صبح کو جائے اور آفتاب کی طرف پشت کرکے سایہ مین سر سے پیر
تک نگاہ قائم کرے اور اسکے سوا کچھ نہ دیکھے جسقدر آفتاب بلند ہوتا جائیگا سایہ
آہستہ آہستہ کم ہوگا یہان تک کہ عامل کے زیر قدم غائب ہو جائیگا اور اگر چار
گھڑی دن رہے بلکہ ایک پہر دن رہے جائے تو بھی آفتاب کی طرف پشت کرکے اپنے
سایہ کو دیکھے سایہ برابر بڑھتا جائیگا اور رفتہ رفتہ آسمان کے کنارہ تک پہونچ جائیگا۔
اُسوقت تک اپنی نظر بدستور قائم رکھے وہ سایہ آسمان کی طرف رجوع کریگا اور آسمان
پر بڑھتا جائیگا یہان تک کہ آسمان سے طالب کے سر پر ہو کر پشت سے اُتھائے
قدم تک پہونچیگا یہ پہلے شغل سے قوی ہے لیکن اگر دونون کا مشغلہ برابر رکھے گا تو
عمل زائد قوی ہو جائیگا اور وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ[1] کے معنی کھل جائین گے۔

ایک اور عمل طریقہ چشتیہ مین بہت سے ذکر ہین لیکن مؤثر یہ ہے کہ اَنْتَ الْھَادِیْ
کہکر آسمان کی طرف دیکھے اور اَنْتَ الْحَق کہکر اپنے سامنے زمین پر دیکھے اور ضرب
لگائے ایسا کہ جسم مین گرمی ظاہر ہو پھر ذکر سے فارغ ہو کر ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے
مراقبہ مین مشغول ہو جائے اور ان سب طریقون مین بیٹھنے کا طریقہ ایک ہی ہے یعنی چہارزانو
بیٹھے اور داہنے پیر کے انگوٹھے سے رگ کیماس مضبوط پکڑے ورنہ قلب مین بوسیدگی

---

[1] بیشک اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوے ہے ۱۲

آتی ہے اور رگ کیماس مشہور ہے لیکن مرشد سے ٹھیک دریافت کرے تاکہ غلطی نہو

اور ذکر پاس انفاس ہر سالک کا معمول ہے اور ہر طریقہ مین ایک ہی صورت ہے

یعنی سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے تنہائی و مجمع مین دنیا اور دین کے کام مین سانس کا

لحاظ رکھے جب سانس اوپر کھینچے تو خیال رکھے کہ لا موجود اور جب سانس

چھوڑے تو خیال رکھے کہ الا اللہ ذکر شطاریہ بہت سے اقسام پر ہے جو بیان

سے باہر ہے اور اس کا جلسہ جلسۂ قلندریہ ہے اور اعمال و اسمار بھی توحید کھلنے کیلئے

اس طریقہ مین بہت ہین مؤثر ترین ذکر طریق شطاریہ مین ذکر چند ہے یعنی حقم حقم حقم

حقم حقم حقم۔ یہ چھ الفاظ ایک پہر یا زیادہ تک کہتا رہے یہان تک کہ

پسینہ آجائے اور بیہوش ہو جائے۔ تین تین لفظ علیحدہ علیحدہ کہے جب سانس ختم ہو

تو کہے حقی چند کی آواز اسی طرح کی ہوتی ہے جب تک مگر مرشد سے نہ کھیگا فائدہ

نہ ہوگا اور ارادہ یہ کرے کہ چند کی طرح اس عالم مین آیا ہون کہ غیریت کو ویران کرکے

مین ہی مین رہ جاؤن۔ مین نے سب اذکار پر تھوڑا بہت عمل کیا ہے اور ہر شغل کی

صورت یاد کرلی ہے لیکن جو مؤثر ہین وہ نور نظر موصوف کے لئے لکھ دیئے اور اپنے

جد امجد مرشدان شاہ مجا قلندر قدس سرہٗ کا رسالہ ان کے حوالہ کرتا ہون کہ اس مین

اکساب قلندریہ مفصل لکھے ہوئے ہین اور دیگر اکساب کی طرف بھی اشارہ ہے لیکن

افکار تسعہ جن پر پچھلے عاملین کا عمل رہا ہے اور اس عمل مین حضرت شاہ بدیع الدین

مدار مخصوص عامل ہین اور حضرت شاہ مجتبیٰ قلندر نے انتہا کو پہونچایا ہے اور مجھ فقیر نے

اپنے مرشد سے حاصل کرکے مکمل کیا ہے بہت مؤثر ہے بامداد الٰہی سب بجا لائین لیکن

اپنا انتہائی حب و تعشق کے سبب جو مجھے اُن سے ہے تاکید در تاکید کرتا ہون کہ رسالہ

انیس العاشقین تصنیف جدی و مرشدی حضرت شاہ مجا قلندر مین اول استخارات مد نظر رکھین اور اُن افکار تسعہ مین تخصیص عمل بجالائین کہ اس کے فوائد و نتائج بہت ہین اور اس سے زیادہ مبالغہ ہے پس ریاضت مین رسالہ انیس العاشقین کافی ہے انشاء اللہ اور کسی چیز کی ضرورت نہوگی اور علم توحید حالی سمجھنے کے لئے رسالہ مرآۃ القلندریہ مصنفۂ والدی و مرشدی شاہ الھدیہ احمد قلندر کافی ہے اور نکات معانی کی سیر کیواسطے داراشکوہ کے سوالات اور حضرت شاہ فتح قلندر کے جوابات نیز رسالہ اسرار احمدی جو چند احادیث نبوی کی تشریح مین حضرت شاہ الھدیہ احمد قلندر نے لکھا ہے بہتر ہے استاد العلماء مولوی سید الھدیہ ہرگامی جسوقت حضرت شاہ الھدیہ احمد قلندر کے مرید ہوے اور آپ سے تربیت پائی تو رسالہ اسرار احمدی آپ سے لے گئے اور اُس کی شرح لکھی فرماتے تھے کہ یہ معانی لوح محفوظ مین مندرج ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی معانی ہین جو میرے مرشد سے ظاہر ہوے۔

چوتھا باب اربعین و خلوت و اعمال ہین جن پر اولیاء اللہ اور پیران سلف اور اپنے مرشدون کا تجربہ اور خود میرا عمل ہے۔ جاننا چاہیے کہ چلہ کھینچنا پیغمبرونکی سنت ہے کیونکہ زیادہ تر عمل اربعین کا حضرت آدریس اور حضرت یونس اور حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہم السلام سے منقول ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر غار حرا مین چلہ کھینچا ہے اور فرمایا ہے کہ اربعین مین بہت اسرار ہین حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس روز مین تیار ہوا تھا حدیث قدسی مین ہے کہ خمرت بیدی اربعین صباحا یعنی اپنے ہاتھ سے چالیس روز تک خمیر بنایا یہان تک کہ آدم ظہور مین آئے اور نطفہ بھی رحم مین چالیس روز مین صورت اختیار کرتا ہے اسی سبب سے

اکثر امور دینی و دنیوی مین چالیس روز کی مدت مقرر کی گئی ہے اور خلوت مین بیٹھنا
عاملون کے یہان خصوصاً شیخ الاسلام حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے
نزدیک تین سال تک ہے پھر نوّے روز تک پھر بیس روز اور دس روز تک بیٹھنے
کو اعتکاف کہتے ہین عمل کے موافق ویسا ہی چلہ پورا کرے اور دعوت کے چلہ
کے بہت سے طریقہ ہین لیکن دو طریقے جو شیخ الاسلام سے مروی ہین لکھتا ہون
اول یہ کہ آیات قرآنی کے حروف یا اسماء الٰہی یا عزیمت یا اسماء حسنیٰ یا چہل اسماء
وغیرہ بحساب شمار اور عدد حروف ملفوظی و مکتوبی اعتبار کیے جاتے ہین ان کے
اعداد کا اعتبار نہین ہے جسقدر حروف ہون اتنے ہزار بار بہ نیت نصاب پڑھے
اور اُس کا نصف بہ نیت زکوٰة اور زکوٰة کا نصف بہ نیت عشر اور عشر کا نصف
بہ نیت قفل اور قفل کا نصف بہ نیت دور مدور پڑھے اور بدل نصاب کی برابر
پڑھے اور ختم کی نیت سے دو ہزار بار پڑھے اور سریع الاجابت کی نیت سے
دو سو بار تب عامل ہوگا اُس کے بعد اُس کام کی دعوت کے لئے شروع کرے اور
وظیفہ کرے یہان تک کہ روزانہ اپنے نام کے عدد کے موافق پڑھنا اپنے اوپر لازم
رکھے اور وظیفہ کا وقت رات یا دن مین مقرر کرے وقت سے تجاوز نہ کرے مثلاً
اسم رحمٰن کے چار حرف ہین ہر حرف کے ایک ہزار سے چار ہزار بار بہ نیت نصاب
پڑھے اور دو ہزار بار بہ نیت زکوٰة اور ایک ہزار بار بہ نیت عشر اور پانچسو بار بہ نیت
قفل اور ڈھائی سو بار بہ نیت دور مدور اور چار ہزار بار بدل اور دو ہزار بار بہ نیت
ختم اور دو سو بار بہ نیت سریع الاجابت سب تیرہ ہزار نو سو پچاس بار ہو جاتے ایک
روز مین پڑھے یا کئی روز مین اور دوسری ترتیب شیخ الاسلام ... فرماتی ہے

کہ ہزار بار ہر اسم کو ہرادہ سے ایک سال مین یعنی سال مین تین سو ساٹھ دن شمار کر کے پڑھے اور نصاب و زکوۃ سے فراغت کرے اس طریقہ مین کھاتے پینے کی کوئی احتیاط مشروط نہین ہے - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نصاب و زکوۃ کے زمانہ تک کھاروہ کی یا سپید لنگی اور پٹی باندھے اور بے سلا کپڑا باندھے جسے سوئی نہ لگی ہو اور گیہون یا جو کی روٹی یا بے نمک کے چاول بعد افطار کے کھاوے اور وسعت کے مطابق پرندے آزاد کرے اور جون اور چلوے نہ مارے اور حجامت نہ بنوائے اور کسی سے بات نہ کرے اور کسی کے پاس نہ بیٹھے اور اکثر جاگتا اور فکر و شغل و مراقبہ یا شغل درود شریف مین مشغول رہے اور ہمارے پیران طریقت کی دعوت جس کا عمل حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر سے بطریقہ نادر مروی ہی ہے اور حضرت شاہ مجا قلندر کے استخارات مین سے ایک استخارہ پر عمل کر کے اسم کی دعوت شروع کرے اور اور قسم کی دعوت ہر طریقہ اور ہر اسم اور ہر عزیمت کی اپنے اپنے مقررہ طریقہ پر جیسے بیان کیگئی ہین ویسے ہی عمل کرے - اب مین طریقہ اعمال شروع کرتا ہون اور انکی صحت و اجازت وغیرہ لکھتا ہون اگر فراج عمل کیطرف راغب ہو اور تاثیر دیکھنے کی خواہش ہو تو اپنے اوپر محنت اختیار کرین اگر جسم پر تاثیر ہونیوالی ہے تو انشاءاللہ ہوگی - اول سولھوان اسم چہل اسماء سے یاحنان انت الذی وسعت کل شئی باجازت صحیح ہمارے خاندان مین آیا ہے اسے بے تکلف عمل مین لائین اگرچہ اسپر حضرت شاہ مجا قلندر کے بعد سے اس طرف کسی نے عمل نہین کیا ہے لیکن اس تحریر پر اعتماد ہے اور اصل اسم جو سریانی ہے اسم عزنی مین داخل کر کے بھی پڑھتے رہین تو مؤثر ہوگا - یہی حکم کل چہل اسماء مین ہے اسطرح پر

کہ یَا حَنَّانُ اَنْتَ الَّذِیْ وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَحْمَةً وَّعِلْمًا یَا غَطْغَائِیْل

یَا تَنْکَفِیْل بَحَقِّ طَمْنُوْن یہ عمل حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے اور ایک سال خلوت بھی ہے اور اسکا نصاب کبیر آٹھ لاکھ اڑتالیس ہزار ہے دیگر اسم تیرھوان

یَا لُوْمَائِیْلُ یَاصَرْفَائِیْلُ بَحَقِّ عَیْطَرْ زَخْ یَا ذَاکِیْ اَنْطَاهِرُ مِنْ کُلِّ آفَتٍ بِقُدْسِہٖ یَا ذَاکِیْ یعنی اسم عربی مین اصل پر کہ عبری ہے ختم کرکے اور نصاب زکوۃ دے کر عمل کرین اس اسم کو فقیر نے عمل کرکے یہان تک پہونچایا ہے کہ ستائیس روز خلوت مین مجھے بغیر علم کے گذرے نہ خواب تھا نہ بیداری بلکہ بیداری غالب تھی کہ مجھ پر سات قلندر ترکون کی وضع مین ظاہر ہوے اور کبوتر کے انڈے کا ایسا مہرۂ سپید عنایت کیا اور کہا کہ اسے دودھ کے ساتھ کھاؤ یہ زہر ہے ہم حاضر ہین اور ایک چیز سیاہ افیون کے مثل تھی مین نے زہر کھانے سے انکار کیا اُسی وقت غائب ہوگئے پھر ایک مرتبہ اور مین نے عمل اور خلوت اختیار کیا لیکن ظاہر نہ ہوی اور مین نے اپنا حال اپنے پیر و مرشد یعنی والد ماجد سے عرض کیا فرمایا کہ تم نے غلطی کی چاہیے تھا کہ اُسی وقت دودھ منگا کر کھا لیتے کوئی ڈر کی بات نہ تھی اب پھر اگر ایسا واقع ہو کبھی نہ ڈرنا اور آپ نے اُسکی وجہ ارشاد فرمائی۔ اور چاہیے کہ ان اعمال کے کُنہ اور وجہ مرشد سے تحقیق کرتے رہین جو تحریر مین نہین لائی جاتی ہین لیکن سکھائی جاتی ہین اور ان دونون اسمار کے اسناد مخزن الدعوات وغیرہ مین لکھے ہین دیکھکر عمل کرین

دیگر اسم یَا رَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغِیَاثَہٗ وَمُعَاذَہٗ یَا جَبْرَائِیْلُ یَا اَمْوَاکِیْل بَحَقِّ عَمْنَا کِیْفِی یہ اسم حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہٗ کے عمل مین تھا اور میرے والد کے عمل مین بھی اور مین بھی مدت العمر کے لئے اسکا وظیفہ کرتا ہون اور یہ وظیفہ الٰہی

میرا مربی روح ہے اور کل بلاؤن سے محافظ اور یہ اسم سام پیغمبر علیہ السلام کے عمل مین تھا اور تیرھوان اسم یا زاکی بھی انھین کے عمل مین تھا اور بعد نصاب و زکوۃ عدد کے اس اسم کا وظیفہ دائمی اپنے لیئے لازم رکھین اور عمل سابق حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے وہ اس اسم کی دعوت ہمیشہ ماہ محرم مین اربعین یا خلوت یا اعتکاف مین کرتے تھے اگرچہ وظیفہ دائمی مین بھی تھا اور یہ طریقہ مخصوص حضرت موصوف ہی کا تھا اور اگر عبارت کسی عزیمت کی بڑی ہو یعنی بہت سے اعداد ہوتے ہون جسکے ہمیشہ پڑھنے مین طبیعت کو ملال ہوتا ہو تو بعد د عزیمت نہ پڑھے بلکہ اپنے نام کے عدد کے موافق پڑھے مثلاً مخدوم بخش کے عدد پندرہ سو بانوے ہوتے ہین اسیقدر وظیفہ رکھین کہ جسپر عمل رہے۔

پانچوان باب اصطلاحات ارباب دعوت و وظیفہ کے بیان مین۔

وظیفہ اُسے کہتے ہین جو نصاب و زکوۃ کے بعد سے مقرر ہوجامۂ پاک وہ ہے کہ جس مین منی نہ لگی ہو غسل پاک یہ ہے کہ غسل جنابت کے بعد پھر دوسرے پانی سے غسل کرے روزہ طے تین روز کے روزہ کو کہتے ہین اسم یا بدیع العجائب کے لیئے یہ روزہ مخصوص ہے اگر طاقت نہو تو مجبوراً بطور روزہ رمضان کے رکھے روزہ طے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے اتوار کے روز روزہ رکھا تو وہ شام کو اپنے چلو مین پانی لیکر اُس سے افطار کرے کچھ کھائے پئے نہین۔ اسی طرح دوشنبہ کی شام کو پھر منگل کو بھی اسیقدر پانی سے افطار کرے۔ چوتھے روز جبدن وہ عمل شروع ہوگا افطار کے وقت وہ غذا کھائے جو اُس عمل کے لئے مخصوص ہے اور مقرر یہ ہے کہ ہر عمل مین صرف چاول یا گیہون یا چنا کھایا جاتا ہے لیکن بدیع العجائب مین

خشکہ کے سوا کسی چیز کی اجازت نہین مسواک فرض ہے اہل دعوت کے نزدیک تین بار (مسواک مین) انگلی گھمائے اسقدر آہستہ کہ دانتون کی جڑون سے خون نہ آجائے۔ خون نکالنا بہت منع ہے اور اگر قصداً نہو تو حرج نہین لیکن بند نکرے کہ یہ بھی زیادتی ہے تھوڑی دیر ساکت رہے اور درود شریف پڑھتا رہے کہ خود بخود بند ہوجائے بعدہٗ غرغرہ کرڈالے پھر ٹھہر جائے زیادہ حرکت نہ کرے انشاءاللہ تین غرغرون مین بند ہوجائیگا اور خطرہ یعنی وظیفہ کے وقت دنیا کا خیال دل مین نہ لائے اور دل اُس اِسم کے پڑھنے کی طرف متوجہ رکھے اور اسی کی کوشش کرے اور سب عملون کی اجازت مجھے اپنے پیرون سے عملاً حاصل ہے لیکن مخصوص حضرات قلندریہ کے یہان طریق دعوت جو حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر سے ہے نادر ہے مگر وہ ایسے شخص کے لئے ہے جو مشغول بحق ہو اور جس نے اکساب بہت سے کئے ہون ورنہ دوسرے ہی طریقون کی دعوت بہتر ہے اور خطرہ حضرات قلندریہ کے نزدیک غیر حق کیطرف متوجہ ہونے کو کہتے ہین اگر ہر جگہ حق کا لاحظہ ہے تو پھر خطرہ کا ڈر نہین ہے اور اگر اس لاحظۂ ذاتی کو اتنی قوت نہ حاصل ہو کہ ہر وقت اور ہر حال مین رہے تو اسماء پڑھنے کیوقت قلب نیلوفری پر نقش اللہ دیکھتا رہے۔ دیگر حضرات صوفیہ کی اصطلاحات یہ ہین کہ شراب سے محبت مراد ہے اور شیر سے نعمت الٰہی اور زلف سے زنجیر دوام یعنی یاد محبوب اور شمس سے صفت جلالی اور قمر سے صفت جمالی مراد ہے اسی طرح اور اصطلاحات کے معنی ارباب ذکا پر دیکھنے یا سُننے سے ظاہر ہوجاتے ہین اور حضرات قلندریہ کی اصطلاحات جو مین نے اپنے والد سے سُنے ہین یہ ہین کہ اولوالعزم طالب ذات کو کہتے ہین اور شمس سے مراد مرتبہ ذات ہے جس نے

سب کی نمود ہے اور قمر مرتبۂ صفات ہے کہ سب اُس سے روشن ہے اور وہ خود بھی نمود میں ہے اور دونوں جہتوں کے ملاحظہ کی جامعیت کو دید کہتے ہیں اور زلف سے مراد مرتبۂ ذات ہے جو کہ سیاہی ہے یعنی سیاہی میں کسی چیز کا ادراک نہیں ہو سکتا اور شب بھی اسیطرح ہے اور رخ معشوق اور یوم یعنی روز سے مراد مرتبۂ صفات ہے کہ مفصل دکھائی دیتا ہے اور شیر یعنی دودھ سے مراد علم ذاتی ہے اور غیر کے لئے اس علم میں راہ نہیں ہے اور عسل یعنی شہد صفات میں ذات کے ملاحظہ کو کہتے ہیں اور ولی کی اصل ولا ہے ولایت بکسر واو کے معنی ملکیت کے ہیں اور بفتح واو کے یہ معنی ہیں کہ بندہ خدا سے مل جائے واصل وہ ہے جو خود بھی خدا تک پہونچا ہو اور دوسرے کو پہونچا سکے ابدال وہ ہے جو بوقت ملاحظہ ذات اپنے کو حق جانے اور بوقت ملاحظۂ صفات اپنے کو بندہ جانے جس حال میں ہو مضائقہ نہیں لیکن دونوں طریقوں سے خبردار و واقفکار ہو غوث وہ ہے جسے علم وحدت بھی حاصل ہو اور کمال اعمال یعنی چلہ و وظائف اسماء وغیرہ یا مجاہدۂ نفس سے اُس نے صفات پر اقتدار پیدا کر لیا ہو کہ جو کوئی اُس سے کوئی حاجت چاہے وہ اُسے پوری کرے قطب وہ ہے جس نے اپنا مرتبۂ ذاتی پا لیا ہو اور اُسے کسی وقت اُسمیں جنبش نہو یعنی وحدت میں ایسا پختہ ہو کہ صفات میں بھی اپنا ہی وجود دیکھے۔ اور اپنی یگانگت سے غافل نہو خواہ سالک ہو یا مجذوب اسی لئے مثل مشہور ہے کہ قطب از جا نمی جنبد۔

تمام شد

رسالہ مراقبۃ الوجود

تصنیف حضرت سید فضل علی ابن سید صدر جہان ابن سید عضد الدین ہرگامی خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر ثانی لاہوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے غایت ذات اقدس کے لئے اور درود بے نہایت صفت اکمل یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شایان ہے مراقبہ حضرت وجود کے مشاہدہ کو کہتے ہین جسکا نام انسان ہے یعنی جو صفت بصر مین بصیر اور صفت سمع مین سمیع اور صفت علم مین علیم ہے اور اسی طرح ہر فرد اور ہر حس اور ہر حرکت مین اُسکا ایک علیحدہ نام ہے اور یکجائی کیصورت مین یہ صفات ایک دوسرے کے نام سے موسوم ہوتے ہین۔ جیسے زید اور عمرو۔ پس بندہ کا وجود نہین ہے مگر معبود منزہ بھی اور تشبیہا بھی یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہین ہے وہ اپنی اولیت مین اول اور اپنی آخریت مین آخر اور اپنے ظہور مین ظاہر اور اپنے بطون مین باطن اور اپنے احاطہ مین محیط اور اپنی حیرت مین متحیر اور اپنی حرکت مین متحرک ہے حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد ہوا کہ جسم الانسان ونفسہ وقلبہ وروحہ وسمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ کل ذلک اظہرت لہ من نفسی لاہو الا انا ولا انا غیرہ یعنی انسان کا جسم اور اُس کا نفس اور دل اور روح اور شنوائی اور بینائی اور ہاتھ اور پیر یہ سب مین نے اپنے نفس سے اُسکے لئے

ظاہر کیا ہے وہ میرے سوا نہین ہے اور مین اُسکا غیر نہین ہون حضرت الوجود کل صفات کمال کا جامع ہے کبھی جمال کی صفت مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی جلال کی صفت مین ناسمجھی سے غیریت پیدا ہوتی ہے ورنہ غیر کا وجود ہی نہین جو کچھ ہے اللہ ہے ذاتاً و صفاتاً یعنی از روے ذات ہر صفت سے پاک ہے یعنی باوجود اپنے کل صفات کے منزہ ہے اور از روے صفات ہر موجود مین ظاہر ہے یعنی کل موجودات اُس ذات کی صفات ہین جب صفات جمال مین ظہور فرماتا ہے تو رحیم و کریم و صالح و حلیم کہلاتا ہے اور جب صفاتِ جلال مین نمایان ہوتا ہے تو قہار و جبار و گنہگار و ستمگار مشہور ہوتا ہی اور اس جامعیت مین سبھی مراتب ہین اعجاز بھی کرامت بھی مرتبہ نبوت مین صاحب معجزہ ہو جاتا ہے اور مرتبہ ولایت مین صاحب کرامت یہ سب مراتب اور وہ سب صفات حضرت وجود ہی کے ہین یہی مشاہدہ اللہ کے ثبوت کی دلیل ہے اور یہی دید غیر کی فنا کی حجت یعنی یہ حضرت وجود معہ اپنی کل صفات اور مراتب وجود کے اللہ ہے جس کے سوا کچھ نہین ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو موجود حق ہے اور معدوم باطل یعنی الموجود موجود والمعدوم معدوم حضرت وجود اپنے کل افعال یعنی کھانے اور پینے اور بیٹھنے اور اُٹھنے اور بولنے اور چپ رہنے اور مفلسی اور امیری اور توجہ اور عدم توجہ اور خوشی اور غم مین مختار ہے جس فعل کیطرف اُسکی خواہش ہوتی ہے وہ کرتا ہے نہ کوئی منع کرنے والا ہے نہ حکم دینے والا وہ خود ہی مانع ہے اور خود ہی حاکم۔ چنانچہ حضرت غوث پاک سے فرماتا ہے کہ ما یاکل الانسان وما یشرب ویقام وما یقعد وما ینطق وما یصمت وما یفعل وما یتوجہ بشیء الا انا مسکنہ ومحرکہ فیہ

ف۔ انسان نہ کھاتا ہے نہ پیتا اور نہ کھڑا ہوتا ہے نہ بیٹھتا نہ بولتا ہی نہ چپ رہتا نہ کچھ کرتا ہی نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ کسی چیز سے غائب ہوتا ہے مگر مین ہی اُسے سکون و حرکت دیتا ہون ۱۲

یعنی ہر حالت میں مین ہی اُسے سکون و حرکت دیتا ہون یہ صفت نافہمی سے ہے جو غیریت و اشتراک کی صورت مین اپنی مجبوری و ناچاری بیان کرتی ہے کہ ہم ایسے ہین اگر حق تعالی چاہے تو ویسے ہوجائین تم ہو کون اور تمھارا وجود ہی کہان مختار اپنی صفت عبدیت مین بھی مختار ہے اور صفت معبودیت مین بھی مختار ہے اور اپنی مختاری مین مختار اور اپنی بے اختیاری مین ناچار حضرت الوجود کی بنظر اجتماع و افراد ایک شکل ہے جو صانع کی صنعت ہے اس صورت مین دیدۂ خیال اور دیدۂ چشم بجز صورت صانع اور کچھ تصور نہ کرینگے اسی لحاظ سے شیخ سعدیؒ فرماتے ہین ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار   ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

کل محسوسات کی صنعت مولے کا ظہور ہے صبر کہ خوشی کا نتیجہ ہے بسبب مختاری کے ہے یعنی جب قہر و غضب کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو اُسی قہر و غضب سے خود صبر فرماتا ہے اور جب صبر ہوجاتا ہے تو آرام پاتا ہے اور جب آرام پاتا ہے تو خوشی حاصل ہوتی ہے جس آنکھ کو اُس نے اپنی بینائی عطا کی ہرگز وہ بینائی اُس آنکھ سے کسی عارضہ سے زائل نہین ہوسکتی اور جس وجود مین اُسنے ظہور فرمایا ہرگز وہ ظہور اُس وجود سے دفع نہین ہوسکتا کیا خوب بینائی ہے کہ آپ ہی آپ بینا ہے اور کیا خوب ظہور ہے کہ آپ ہی آپ ظاہر ہے کسی چیز پر موقوف نہین۔ نفسانیت انانیت۔ خودی و پندار یہ سب حضرت وجود کے صفات ہین چونکہ صفت علمی کے سبب حضرت وجود سے جدا ہوجاتے ہین لہذا غافل و گمراہ کہے جاتے ہین حضرت وجود الآن کما کان ہے چونکہ اپنے آپ مین غائب ہوجاتا ہے ذات و صفات و تنزیہ و تشبیہ سے لاعلم ہوکر اور لاعلمی کو بھی بھلا کر بے بیان اور بے اشارہ نقطۂ صفر کی طرح

بسے ہندی میں ٹُسن کہتے ہین ہو جاتا ہے وہان نہ بات ہے نہ خاموشی نہ عذاب ہے نہ ثواب نہ راحت ہے نہ رنج نہ روشنی ہے نہ اندھیرا نہ اسم ہے نہ رسم سوائے اللہ کے۔ اللہ اللہ۔ حضرت وجود چونکہ مظہر کل کائنات تھا لہذا خلیفہ کے نام سے موسوم ہوا اور اسکی شان مین انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ[1] وارد ہوا اور خاتم بھی اسی سبب سے کہلایا کہ تمام موجودات کا ظہور حضرت وجود کے سوا نہیں ہے اور اسکی تعریف مین آیۂ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی[2] نازل ہوئی ہے

اندر چشمم ہمہ توئی بینائی — اندر دہنم ہمہ توئی گویائی
در ہر قدمم تو راہ می پیمائی — پس جملہ توئی دگر چہ میفرمائی

ہادی برحق کے صدق کے صدقہ مین اور رہبر مطلق کے ارشاد کی برکت سے استقدر شہود اور نمود اور ظہور مین آیا ہے مگر اس راہ کا میدان بعید ہے جس کا طے کرنا حضرت رحمٰن کی مدد اور رہبری کے بغیر ممکن نہین خداوندا مجھے بطفیل اشرف المخلوقات والموجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے منزل مقصود پر پہونچادے۔

---

[1] مین زمین پر اپنا ایک خلیفہ کرنے والا ہون ۱۲

[2] مین نے تمھارے لئے تمھارے دین کو پورا کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ۱۲

تمام شد

رسالہ نقیطۃ النائمین

از حضرت سید محمد حامد ہرگامی قدس سرہ بن سید عصمت اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس خدا کی حمد کے بعد جو تنزیہ و تشبیہ سے بری ہے اور بظاہر تنزیہ و تشبیہ میں ظاہر ہے اور اُس سرور کائنات پر درود بھیجنے کے بعد جسکی شان سے تنزیہ و تشبیہ کی جامعیت نمایاں ہے (خدا کی رحمت اُن پر اور اُن کے آل و اصحاب و خلفاے راشدین پر جو ہادی و مہدی ہیں اور اُن کے تابعین و تبع تابعین سب پر ہو) دیوانہ محمد حامد ہرگامی چند باتیں کہتا ہے جو جوش سے ہیں نہ کہ سُنی ہوئی جیسے کسی شخص پر جن یا پری مسلط ہو جائے اور وہ خلاف قیاس باتیں کرے تو لوگ جانتے ہیں کہ اُس نے کہا حالانکہ وہ بیچارہ معذور ہے ؎

من نمیگویم انا الحق یار می گوید بگو — چون نہ گویم چون مرا دلدار می گوید بگو
انچہ نتوان گفتن اندر صومعہ با زاہدان — بے تحاشا بر سر بازار می گوید بگو

ہیہات ہیہات کون کہتا ہے اور کیا کہتا ہے اور سننے والا کون ہے ہر چند جو کچھ دل میں ہے زبان پر نہیں آتا اور نہ دلی راز بیان کرنے کے قابل ہر زبان ہے ؎

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم در کش — حمید این قصہ عشق ست در دفتر نمی گنجد

۱۔ ولادت آپکی ماہ صفر سنہ گیارہ سو اسٹھ ہجری میں ہوئی تھی آپ کو اپنے والد سے تھا اُن کے بعد آپ نے مولوی غلام امام خیرآبادی و مولوی محمد ولی لکھنوی سے پڑھا بیعت و اجازت و خلافت آپکو حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثانی لاہرپوری سے تھی وفات آپکی آٹھوین ذی الحجہ روز جمعہ سنہ بارہ سو اکتالیس ہجری میں ہوئی مزار احاطہ درگاہ حضرت شاہ مجا قلندر لاہرپوری قدس سرہ العزیز میں ہے ۱۲

لیکن بمقتضاے قول حضرت جامیؒ ؎

کُل مَا لَیسَ کُلّہٗ یُدرِک   کُلّہٗ لَا یَجُوز اَن یُترک

چند باتین جو حالت ذوق کی ہین۔ زبان کی یاوری کے موافق اس کاغذ پر لکھی جاتی
ہین۔ حکما کا مقولہ ہے کہ کیفیات تحریر مین ٹھیک ٹھیک نہین آتی ہین اور نہ تقریر مین
ادا ہوتی ہین مٹھائی کی کیفیت بغیر چکھے ہوے معلوم نہین ہوتی اور نمک کا مزا نمک کے
سوا اور کسی چیز سے نہین جان سکتے جس نے کبھی نمک نہ چکھا ہو اور مٹھائی کا مزا نہ جانتا
ہو اُس کے سامنے نمک اور مٹھائی کا بیان کرنا نہایت مشکل ہے لیکن دل کہتا ہے کہ
کہو مین مجبور ہون مخالفت کس طرح کرون بہر حال جو کچھ زبان یاوری دیتی ہے کہتا ہون
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم و مسلمۃ
یہان علم و مسلم کو بیان کر دینا ضروری ہے اگر تم اس سے علم صرف و نحو و معانی و منطق سمجھو
تو غلط ہے اُسے بھی آنحضرتؐ ہی کے ارشاد سے سُن لو العلم نقطۃ کثرھا الجہال
یعنی علم ایک نقطہ ہے جسے جاہلون نے بڑھا دیا ہے صرف و نحو و معانی و منطق جاننے
والے جاہل ہین علم نقطۂ وحدت ہے جو عرش سے فرش تک ظاہر ہے اور جہلا اُس سے
کثرت دیکھتے ہین بلکہ علم وہ نقطہ ہے جس مین عالم و معلوم و علم سب فانی ہین۔ و یبقیٰ وجہ
ربک ذو الجلال و الاکرام اللہ تعالی کا ارشاد ہے ہیہات ہیہات سودائی کے
اختیار مین زمام اختیار نہین ہوتی۔ سوا اللہ علما ظاہر کیا کہتے ہین اور کہان سے کہتے ہین
بعض نے علم کو منجانب اللہ کہا ہے اُنکی سمجھ پر آفرین حضرت مرشد مرشدان شاہ فتح قلندر

؎ یعنی جو چیز پوری ادراک نہین کیجا سکتی اسکا بالکل چھوڑ دینا بھی جائز نہین ۱۲ ؎ طلب علم ہر مسلمان مرد و
عورت پر فرض ہو ۱۲ ؎ اور باقی رہے گی ذات تیرے پروردگار کی جو صاحب جلال و بزرگی ہے ۱۲

قدس سرہ نے دارا شکوہ کے اس سوال کے جواب مین کہ طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب۔ خوب فرمایا ہے کہ طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب یعنی بارگاہ صمدیت مین دوئی کی گنجائش نہین ہے یا کو باٹرھنا چاہیے کہ علم ایک نقطہ ہے۔ اب مسئلہ کی شرح سنو مومن مجازی وہ ہے جو غیب پر ایمان لائے اور جو غیب اور شہادت دونون پر ایمان لائے وہ مومن حقیقی ہے یا ایہا الذین آمنوا آمنو مومن حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ قلب المومن مراۃ الرحمن۔ قلب المومن عرش اللہ تعالےٰ تم کیا جانو کہ قلب کیا ہے القلب نور تجلو بہ الدوران اگر خدا کو چاہتے ہو تو دل پر نظر کرو جس سے عرش سے فرش تک روشن ہے ہیہات ہیہات عرش کہان اور فرش کیا ابھی تمھارا دل اعتبار کی قید سے نہین نکلا ہے خدا کے لئے دم بھر تو اعتبار سے نکلو مین ڈرتا ہون کہ اس جگہ تم بے اعتبار نہو جاؤ اگرچہ بے اعتباری بھی اعتبار ہے لیکن بطور طلسم دیکھنے مین مضائقہ نہین ہے

خیالات دو عالم راز لوح دل چنان شستم ۔۔۔ کہ شد بر تختۂ ہستی زیک نقطہ دو خط پیدا

تھین نہین معلوم کہ وہ نقطہ کون ہے وہ نقطہ مومن کا دل ہے اور وہ دو خط معاش و معاد ہین یعنی مومن کا دل معاد و معاش کا جامع ہے اگر معاد چاہو یہین موجود ہے اور اگر معاش چاہو یہین حاضر کہین جانے کی ضرورت نہین نظامی کہتے ہین ہے

چو از آن خود خوردہ باید کباب ۔۔۔ چہ گردم بدر یوزہ چون آفتاب

ہیہات ہیہات مومن کی قدر خدا کے سوا کوئی نہین جانتا۔ من لہ المولا فلہ الکل

۱؎ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ ۱۲ ۲؎ مومن کا دل خدا کا آئینہ ہے ۱۲ ۳؎ مومن کا دل خدا کا عرش ہے ۱۲ ۴؎ یعنی دل ایک نور ہے جس سے دونون جہان روشن ہین ۱۲ ۵؎ جس کا رب اُس کا سب ۱۲

کیست مولیٰ آنکہ آزادت کند　　　　بند رقیت ز پایت برکند

اَے عزیز حدیث اطلبوا العلم و لو بالصین کا کیا مفہوم ہے شاید تم چین یا حصین یا دندان شیر

دصین کے معنی سمجھتے ہو گے صین سے مراد کثرت ہے ایمین وحدت کو ڈھونڈنا

چاہیے کہ وہ کثرت چین یا چین سے زیادہ دور اور دندان شیر سے زیادہ سخت ہے

یعنی کثرت ایک عجیب طلسم ہے جو وحدت کے خزانہ مخفی پر بنا ہوا ہے۔ ہر چند کہ

وحدت و کثرت دونون اعتبار ہین اور حق جل وعلی دونون سے برتر جس طرح کہ ہے۔

کثرت و وحدت اعتبار من است　　　　در نہ ہر جا ظہور یار من است

لیکن وحدت کو کثرت مین دیکھنا عرفا کا کام ہے یعنی حق کو حقیقت انسانی مین جو کل

اعتبارات کی جامع اور تمام صفات پر حاوی ہے صاف صاف کہنا رازداری کے

خلاف ہے۔ لڑکے سودائی کو تنہا نہین چھوڑتے ایسا نہو کہ سنگسار کرین۔ اَے عزیز

تمھارا یہ علم حواس کیوجہ سے ہے کہ تم کو ہر چیز علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتی ہے اور یہ تمھارا

یقین کثرت حواس کی موافقت سے ہے کیونکہ حواس سب یکسان نہین ہین۔ جب

خداوند تعالیٰ فضل فرماتا ہے تو یہی حواس دوسری طرح کے ہو جاتے ہین اور حقیقت

حالی ہو جاتی ہے اور مبدا کا حال کھل جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ دکھائی اور

سُنائی دیتا ہے سب وجود حق اور وجود بحت ہے جس سے اعتبارات قائم ہین اور

اعتبارات عدم محض ہین کہ بوجہ حواس کے ہین سے

گر تو آدم زادۂ چون او نشین　　　　جملہ ذریات را در خود بہ بین

چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست　　　　چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست

لہ علم طلب کرو اگر چہ وہ چین میں ہو ۱۲

اینجہان خم است و دل چون خم آب　　اینجہان حجرات و دل شہر عجاب ؛

شاید تم نے العلم حجاب الاکبر نہین پڑھا ہے علم سے مراد خدا کا علم ہے یعنی علم حق جو ہر بندہ اور مولی کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔ اس حجاب کو دور کرو بلکہ تم خود معلوم ہو جاؤ حجاب اُٹھ جائے گا ؎

علم حق در علم صوفی گم شود　　این سخن کے باور مردم شود

اب کچھ عشق کے متعلق بھی سن لو کہ العشق نار یحرق ماسوی اللہ[1] مین حیرت مین ہون کہ خدا کے سواے کیا جس کو عشق جلا ڈالتا ہے ؎

در راہ یگانگی نہ کفر ست نہ دین　　یک گام ز خود برون نہ و راہ ببین

ایجان جہان تو راہ اسلام گزین　　با مار سیہ نشین و با خود منشین ؛

تو عشق اسی خودی اور پندار کو جس سے دوئی پیدا ہوتی ہے جلا ڈالتا ہے۔ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا[2] سے اسی طرف اشارہ ہے ؎

عشق در ہر دل کہ گشت مقیم　　می کند حقۂ خودیش دو نیم

جب عشق کی آگ سے ماسوی اللہ یعنی خودی جل جاتی ہے تو نور ہی نور رہجاتا ہے

[3] اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ

[1] عشق ایک آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا دیتی ہے ۱۲ [2] حق آیا اور باطل غائب ہوا بیشک باطل غائب ہی ہونے والا تھا ۱۲ [3] اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اسکے نور کی مثل مثل شمعدان کے ہے جسمین چراغ ہے اور چراغ شیشہ مین اور شیشہ گویا کہ روشن ستارہ ہے جو شجر مبارک زیتون سے چمکتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور قریب ہے کہ اسکا تیل روشن ہو اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲

یکاد زیتہا یضئی ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء پڑھنا چاہیے

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بالجملہ اللہ تعالی اپنے نور ذات کے ساتھ لطیفہ نورانی پردون مین ظاہر ہے اور کوئی حجاب اور طلسم نہین ہے اور وہ امانت جو خدا نے انسان کو عطا فرمائی ہے

عشق ہے جسپر آیہ کریمہ ناطق ہے کہ انا[1] عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا ظلوم وجہول انسان کی مدح ہے جو در و قدح مین واقع ہے کہ اپنے کمال سے ہاتھ اُٹھایا اور اپنے کو بھول گیا - اے عزیز خودی و پندار ایک عجیب بلا ہے جس کا بنایا ہوا تمام عالم ہے اور ایک عجیب طلسم ہے جسکے بغیر گذارہ نہین لہذا باخود و بیخود دونون ہونا بہتر ہے ؎

گہے باخود گہے بیخود توان بود — کہ آید مر ترا اسرار بنمود +

؎

نگویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن — سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسامی باش

یعنی مرتبہ ناسوت اور ملکوت اور جبروت مین باخود رہو جب مرتبہ لاہوت مین پہونچو بیخود اور مست ہو جاؤ کہ کسی چیز کی خبر نہ رہے یہین سے اس شعر کے معنی خوب واضح ہوتے ہین ؎

ز دریائے شہادت چون نہنگ لا بر آرد سر — تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

---

[1] ہم نے آسمان و زمین و پہاڑ پر امانت پیش کی تو اُنھون نے اُسکے اُٹھانے سے انکار کیا اور اُن پر گران گزرا اور اُسے انسان نے اُٹھا لیا بیشک وہ ظالم اور جاہل اپنے نفس پر تھا ۱۲

کرعین استغراق بحق مین ملاحظہ خلق فرض ہے اَلنِّکَاحُ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ بھی اسی پر محمول ہے یعنی عین وحدت مین کثرت کو ملاحظہ کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ نکاح کے معنی اندولج کے ہین لہذا ہمیشہ اپنے حضور مین رہو اور وحدت اور کثرت دونون کو اپنے مین دیکھو اور اپنے کو درمیان سے اُٹھا دو ؎

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست | تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

حضرت فریدالدین عطار فرماتے ہین ؎

نے اشارت مے پذیرد نے عیان | نے کسے زد علم دارد نے نشان

تو ز خود گم شو کمال اینست و بس | تو مباش اصلا وصال اینست و بس

ع گوش خر بفروش دیگر گوش خر
کے یہی معنی ہین اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اسیوقت تمھارا حال ہوگا اور خداشناسی اور عرفان کے معنی تم پر ظاہر ہونگے نہ یہ کہ خدا کو ایک اوپر کا نقطہ نیچے کر کے جدا کر دو اور گمراہی کے غار مین جا گرو۔ اللہ اللہ میرے ہوش کہان گئے جبتک گمراہی اور ہدایت اور جہالت اور عرفان کی جامعیت مرتبہ تشبیہ مین متصور نہوگی اور مرتبہ تنزیہ میں ان سب سے فراغ بالی ظہور پذیر نہوگی خداشناسی ممکن نہیین ایک عارف نے جنگل مین ایک کھوپڑی پر خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ لکھا دیکھا اُسے اُٹھا کر بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ کھوپڑی ایسے عارف کی ہے جس نے خدا کی یاد مین دین و دنیا دونون برباد کر دیے پس طالب حق کو نہ دین سے کام ہے نہ دنیا سے نہ عرفان کا شعور ہے نہ جہالت سے نفرت نہ گمراہی

سلہ نکاح میرا طریقہ ہے اور جسنے میرے طریقہ سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہے ۱۲ سلہ گھاٹا دنیا و آخرة کا ۱۲

سے اندیشہ نہ ہدایت سے مطلب ہے ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ؎ یعنے مرتبہ ذات میں نہ ہدایت ہے نہ گمراہی نہ عرفان نہ جہل نہ دین نہ دنیا جو کچھ ہے اللہ ہے اور مرتبہ صفات میں یہ سب مراتب ہیں۔ جب تک آنکھ بینا اور کان شنوا اور دل دانا نہو یہ بات آئینۂ دل میں ظاہر نہیں ہوتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء اے عزیز تم نہیں جانتے کہ شریعت کیا ہے شریعت ادب ہے کہ باوجود مرتبۂ الوہیت کے کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ قانون عبودیت چھوٹنے نہ پائے ہرچند یقین ہے کہ اس دیوانہ کی بات کا کوئی اعتبار نہ کریگا مگر یہ دیوانہ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے ؎

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من ست

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا احمد بلا میم یعنی سب ہم ہیں اور ہم سب چیزوں کے جامع ہیں۔ کیا خوب ذات پاک ہے کہ جس نے مرتبۂ جمعیت کو جسے ولایت کہتے ہیں انتہائی مرتبہ قرار دیا اور مرتبۂ نبوت کو جو اعتبارات کے انتظامات سے مراد ہے ظاہر کیا (اور اس طرح پر) تشبیہ و تنزیہ کی جامع ہوگئی اسی وجہ سے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا۔

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را

یعنی آپ کی ذات بنظر وجود قدیم ہے اور بنظر ظہور حادث اور تمام مخلوقات کی علت غائی ہے لولاک لما خلقت الافلاک[1] تو ہر چیز حقیقت محمدی سے ہے اور ہر بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہے اس جگہ اس شعر کے معنی خوب صاف ہوگئے

گرچہ قرآن از لب پیغمبر ست ہر چہ گوید حق نگفت او کافر ست

کہ آپ کی زبان معجز بیان زبان حق ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ خدا کے کوئی

---

[1] اگر تم نہو تے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا

زبان ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ پیغمبر کی زبان خدا کی زبان ہو بلکہ معنی یہ ہین کہ مرتبہ تنزیہ مین ذات ہے اور مرتبہ تشبیہ مین زبان اسی طرح سمع و بصر و علم و قدرت وغیرہ بھی ہیہات ہیہات ہر چند زبان کو بچائے رکھنے کا لحاظ کیا جاتا ہے لیکن جوش جنون سے لائق اور غیر لائق باتین زبان پر آہی جاتی ہین کیا کیا جائے بے اختیاری کا عالم ہے جو اختیار سے تعبیر کیا جاتا ہے اگرچہ اختیار و بے اختیاری اور اعتبار و بے اعتباری ہین صرف اعتباری فرق ہے کہ خودی کی طرف نسبت کرنے سے بے اختیار ہے اور خدا کی طرف نسبت کرنے سے با اختیار چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لک[۱] صدقۃ ولنا ھدیۃ اور ظاہر ہے کہ ایک وجود ہے اگر اسکی نسبت خدا کی طرف کرین تو خدا ہے اور اگر خودی کیطرف کرین تو بندہ یہان پر کرنے والے اور کہنے والے کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے اور آیات فما[۲] رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور انما[۳] انا بشر مثلکم اس معنی کی خبر دیتے ہین ؎

گہے بر طارم اعلے نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

در بزم رو دیک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال مدام را

حضرت ایزد متعال نے حضرت انسان کو بنظر استعداد کل صفات کی جامعیت دی ہے اور اس سبب سے اسی کو اپنا خلیفہ فرمایا اور مظہر کل اور مظہر اتم اسی سبب سے اُس کا نام رکھا کہ عرش سے فرش تک جو کچھ ہے اُسی کے وجود سے موجود ہے اگر ہدایت کی صفت مین کوشش کرے تو ہادی ہے اور قہر و ضلالت پر آ جاے تو قہار و

---

[۱] تیرے لئے صدقہ ہے اور میرے لئے ہدیہ ۱۲ [۲] تم نے تیر نہیں پھینکا جبکہ پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا ۱۲

[۳] مین بھی تمھاری طرح ایک آدمی ہون ۱۲

مضل علم مین عالم ہے اور جہل مین جاہل عرفان مین عارف نبوت مین نبی۔ اور
ولایت مین ولی اختیار مین مختار جبر مین مجبور خداپرستی مین خداپرست بت پرستی مین
بت پرست اسی طرح ہر مظہر اور ہر صفت مفروضہ اس کے شایان شان ہے اسی سے
وہ مسجود ملائک ہوا اور اگر سودائی کو اجازت دین تو یہان پر وہ یہ بھی سکے کہ وہی
الوہیت مین اللہ ہے لیکن ڈرتا ہون کہ دشمن تاک مین ہین اور راز ظاہر کرنا جرم ہے ؎

دو مدان و دو مگوئے و دو مخوان بندہ را در خواجہ خود محو دان

غرض مرتبہ شہود مین ایک ہی وجود نظر آتا ہے چاہے اُس کو اللہ کہو چاہے پیغمبرؐ۔ اور
چاہے طالب۔ اللہ اللہ وحدت وجود کے یہ معنی ہین اگر اس سے بھی ترقی چاہو
جو اخص الخواص کا مرتبہ ہے تو سب ہیچ ہے جس کو فنا کہتے ہین اور عماء جو ایک ابر
رقیق ہے یہی انسان ہے جس کے پردہ سے اللہ اللہ کو دیکھتا ہے اور جب تم نے
جانا کہ وجود سب وہم و خیال ہے اور عدم محض مثل سراب ہے پس اگر اُس وجود کو
ملاحظہ کرو اور عدمیات تمہاری نظر سے معدوم ہوجائین تو گویا قیامت برپا ہوگئی
جسے نبا عظیم کہتے ہین کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون[1] اور جب ہم دوسرے لحاظ سے کہ وہ
بھی اعتباری ہی اعتبار ہے اُسے ملاحظہ کرو تو گویا حشر ہوگیا چنانچہ ہمیشہ عرفا پر یہ
حالات ظاہر رہتے ہین لیکن تم جب تک اس درجہ پر نہ پہونچوگے حقیقت بخوبی منکشف
نہوگی لہٰذا لازم ہے کہ اذکار و افکار و اشغال سے اپنے آپ کو ایسا بیخود کردو کہ با خود
ہوجاؤ کیونکہ تمہارے سوا کوئی موجود نہین ہے ؎

چون حقیقت بنگریدم اور حباب ہم نمود عاشق و معشوق من بودم بیین این داستان

---

[1] خبردار عنقریب جانیگا ؕ پھر خبردار عنقریب جانیگا ۱۲

اور اذکار کا طریقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنو قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ یعنی عالم کی نفی اور خدا کا اثبات کرو اور حجب الوہیت اور عبودیت کا فرق جاتا رہے تو پھر ہائے وہو نہ کرو کہ تمہارا کام ختم ہو گیا۔

ذکر بگذشت و آمدہ مذکور ✽ رفت ظلمت شدہ سراسر نور

اس قدر لطفیل حضرت رحمان قدس سرہٗ کے مشہود ہے اور اس رسالہ کا نام عالم غیب سے یقظۃ النائمین ہے باقی خدا ہی ہدایت کرنے والا ہے اور اسی سے ابتدا اور اسی کیطرف انتہا ہے۔ فقط

تمام شد

رسالۂ تصوف

تصنیف حضرت سید محمد حامد ہرگامیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ　　　لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حمد خداوند تعالیٰ کے لئے ہے جس کے وجود نے ہر موجود پر پرتو ڈالا اور درود
بے انتہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھون نے باوجود ربوبیت کے عبودیت کو اپنا طریقہ
بنایا اور آپ کے آل واصحاب اور تابعین پر اس کے بعد محمد حامد خوشہ چین اہل ذوق
وصاحبان عشق وشوق کہتا ہے کہ موحدین متقدمین کی کتابون مین وحدت اور کثرت
کی مثال اکثر دریا اور موجون یا اکائی اور اعداد یا مکڑی اور اسکے جالے سے دکھئی ہین
اگرچہ منتہی اُن سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور مبتدی شک وشبہ مین پڑجاتا ہے اس لئے
مین نے جو کچھ اپنے پیر ومرشد شاہ عبدالرحمن قلندر قدس سرہ سے سنا اور چشم بصیرت سے
دیکھا اور ادراک کیا ہے اُسکو اپنی سمجھ کے موافق عرض کرتا ہون جس سے حضرت وجود
کے عروجی ونزولی مراتب بتفصیل ظاہر ہو جاینگے وہ تمثیل یہ ہے کہ مثلاً خاک ہے جسے
اپنے وجود وعدم وحدوث وقدم کی خبر نہ تھی اور اپنا احوال مجمل ومفصل طرح طرح کی
صورتون کا جنکی قابلیت اُس کو حاصل ہے بالکل معلوم نہ تھا کہ بحکم قضا وقدر اُس خاک نے
کمہار کی صورت اختیار کی اور کمہار کو یہ علم آیا کہ مجھ سے طرح طرح کی صورتین گھڑے اور
پیالے اور ہاتھی اور گھوڑے اور بیل اور گدھے اور درخت اور پھل اور زید وعمر اور
آسمان وزمین بنائی جاتی ہین اور سب چیزون کو بتفصیل اپنی خواہش کے موافق اپنے
آپ مین سونچا پھر ہر ایک کو الگ الگ اپنی سمجھ کے موافق بنایا اور ہر ایک کا ایک ایک

نام رکھا حالانکہ یہ سب خاک ہین جیسی کہ خاک ہین بجز اسمیت و شخصیت و اعتبار کے کوئی چیز زیادہ نہ ہوئی اور وہ اعتبار و نسبت عدم محض ہے اس لیئے کہ خاک ہے آن تمام مراتب مین جنکو کمہار نے بنایا ہے موجود ہے دفعتہً زید کو (مثلاً) جو انسانی صورتون مین سے ایک صورت تھی اور جسے کمہار نے بنایا تھا اپنے اصل کے ملاحظہ اور اُس تک پہونچنے کا شوق پیدا ہوا ہر چیز مین اُسنے تفتیش کی کچھ پتہ نچلا ناچار عمرو سے پوچھا عمرو نے اسقدر پتہ دیا کہ تیری اصل خاک سے ہے جب تو اپنے نفس کو خاک کر دیگا تب تیری اصلیت تجھ پر ظاہر ہو جائیگی زید یہ سُن کر رو دیا اور محنت اور مشقت سے اپنی غیریت کا علم جو حواسون کا مدرک تھا دل سے محو کر دیا اور اپنے کو خاک کے مرتبہ پر پہونچا دیا یہان تک کہ خاک کی طرح اُسے ہونے اور نہونے کی خبر نہ رہی جب پھر ہوش آیا تو اپنے کو کمہار پایا اور جانا کہ یہ سب چیزین مجھ ہی سے ہین اور میری ہی بنائی ہوئی اور فلان چیز فلان کام کے لئے اور فلان چیز فلان نفع کے واسطے مین نے بنائی ہے اور خاک کے سوا کچھ نہین ہے یہ صورتین جو مین دیکھتا ہون فقط میرا وہم و خیال ہے اور یہ مقام حیرت ہے چنانچہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا۔ یعنی اے خدا میری حیرت زیادہ کر یہ مقام توحید کا آخری مقام ہے ؎

رہِ عقل جز پیچ در پیچ نیست
بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

تمام شد

رسالۂ دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر حقیر ارباب دل کے خوشہ چینیون کا خوشہ چین محمد حامد کہتا ہے کہ میرے رسالہ کے چند فقرات کو ظاہر بینیون نے مذہب حکما پر محمول کر کے اعتراض کیے لہٰذا اُن فقرون کی تشریح کرتا ہون تاکہ اُن کے شبہات دور ہو جائین :-

شروع عبارت رسالہ ؎ تا نگشتی آن اندیشش تمام ؛ خواہ آن انوار باشد یا ظلام ؛ نفس ناطقہ یعنے نفس انسان جو معتبر بہ انا ہے جاننا چاہیے کہ انا دو قسم پر ہے ایک انا مضاف باین معنی کہ مین بادشاہ ہون یا مین فقیر ہون یا مین ایسا اور ویسا ہون اس طرح کی انانیت کو نفسانیت و خودی کہتے ہین اور اسی کی ممانعت ہے لہٰذا اس انانیت مضاف کی نفی کرو۔ دوسری انائے مطلق بے تعلق اضافت جس کو نفس و روح و جان و دل کہتے ہین بقول شخصے ؎

نفس و روح و جان و دل جملہ یکے ست ۔۔۔ می ندانم تا کرا این جا شک ست

اسی نفس کے لئے عرفان حاصل کرنے کا حکم ہے یعنی عرفان حق پس نفی نفسانیت سے عرفان حاصل ہوتا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اسی بات کا مشعر ہے کہ اپنی نفی سے خدا کا اثبات ہوتا ہے یعنی خود گم ہو جاؤ اور خود اپنے کو پاؤ یہان کھو جانا اور پا جانا ایک ہے لہٰذا نفس ناطقہ سے یہی نفس مراد ہے نہ نفسانیت اور انا سے انا مطلق نہ کہ انا مضاف چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہین ؎

چون انا بندہ لا شد از وجود ۔۔۔ پس چہ ماند ہین بیندیش اے عنود

متجلی بحقائق موجودات شود یعنی یہ سمجھے کہ سب کچھ مجھ ہی سے ہے اور تمام عالم میری

تجلی کا پرتو ہے کیونکہ یہ اور وہ جو کچھ ہے انسان ہی ہے اور وہی بے نشان کا نشان ہے کل یوم ھو فی شان انسان ہی ہے اور الانسان سری وانا سرہ اور خلق آدم علی صورتہ اسی کے متعلق بیان وعیان ہے چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎

جہان فرع واصل است انسان درو ۔ جہان جسم انسان نگر جان درو
بہر نور او را ظہور یست خاص ۔ کہ دارد بآن مرتبت اختصاص
تو روح جہانی و از روح بیش ۔ ولیکن ندانستۂ قدر خویش
بدان گر بدانی بہ القاے سمع ۔ کہ کونین در نشار تست جمع
توئی جامع جامع مختصر ۔ مجو ہر چہ خواہی ز جائے دگر
بدانی با فناے قید دوئی ۔ کہ اول تو بودی و آخر توئی

مغربی کہتے ہین ؎

چون آفتاب در رُخ ہر ذرہ ظاہرم ۔ از غایت ظہور عیانم پدید نیست
چون ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ منم ۔ مانند در دو عالم از انم پدید نیست

و در جمیع صور ہستی مطلق را مشاہدہ کند اس طرح پر کہ اپنی نفسانیت و خودی سے علیحدہ ہوکر اپنے آپ کو تمام صورتون میں دیکھے اور یہ سمجھے کہ میرے سوا کوئی دوسرا موجود نہیں ہے چنانچہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ پہلے جب مین نے اپنے آپ کو ڈھونڈھا تو خدا کو پایا اب جب خدا کو ڈھونڈھتا ہون تو اپنے کو پاتا ہون نفس ناطقہ یعنی نفس انسان معبر بہ انا رمطلق بصفت وجود حقیقی متجلی ہوا اس لئے کہ اُس نے اپنی ہستی کو ہستی حقیقی مین فنا کر دیا ہے اور اُسکی ہستی سے ہست ہوا ہے اور اپنے آپ کو

یعنی نفسانیت وخودی کو درمیان سے دور کردیا ہے اور یافت ودریافت سے حق کو پایا یعنی اپنے آپ کو بلا نفسانیت وخودی کے پایا اور نسبت مغائرت وہمی اور اثنینیت خیالی جاتی رہی اور لاوجود الا موجود جلوہ گر ہوا یعنی یہ جانا کہ ایک وجود ہے خواہ وہ سالک کہا جائے خواہ سلوک خواہ مسلک بلکہ دانست بھی ایک فضول بات ہے بے دانست جانا بندہ فانی ہوگیا اور حق باقی رہ گیا یعنی تفرقہ اعتباری وہمی اُٹھ جائے اور مرتبہ یقین حاصل ہو خدا کی نسبت بندہ کے ساتھ ویسی ہی ہے جیسے زیور کی سونے یا حباب کی پانی کے ساتھ ہے

دل اگر دانا بود اندر کنارش یار ہست
چشم اگر بینا شود در ہر طرف دیدار ہست
گوش اگر شنوا شود جز نام حق کے بشنود
ور زبان گویا بود در ہر سخن اسرار ہست

اس لئے جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی یعنی مین تمہارا پروردگار ہون کہ اپنی خودی سے علحدہ ہوکر عالم ہویت مین پہونچا ہون اور تمام عالم کو اپنا مظہر دیکھتا ہون چنانچہ مولوی معنوی کہتے ہین ہے

مُصطفیٰ گفتہ کہ من با حق شدم
مُرتضیٰ گفتہ کہ آن حق من بُدم

تمام شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۲	با	جا
۲	۱۱	توبہ	توبتہ
۴	۹	دے	دی
″	۱۲	آسے	اسے
۸	۵	دوسرجگہ	دوسری جگہ
″	″	جائے	چاہیے
″	۱۷	مرسل	مرسلہ
″	۲۰ حاشیہ	ےکبعد	کے بعد
۹	۱	محل	بجلی
″	۱۰	کفن کے	کفن کی
۱۰	۲	حضرات	حضرت
″	۱۰	اہل ودنیا	اہل دنیا
″	۱۳	ے	ہے
۱۱	۱	کاذر	کاذر
″	۱۱	وہ	وز
۱۲	۱۱	خبر	جبر
″	۱۹	خیانت	حمایت
۱۳	۱۵	تے	نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	۱۲	وہ جو	وہ
″	۱۳	اورصرف	اور جو صرف
″	۱۶	یۃ	یہ
۱۵	۵	بجنر	بجز
۱۶	۳	ارب	ادب
۱۶	۱۳ حاشیہ	چوڈ	چودہ
″	۱۶ ″	جلات	جلالت
″	۱۷ ″	پ تالیف	آپ تالیف
″	۱۹ ″	ذات	دفات
۱۶	۱۹ ″	سریف	شریف
۲۵	۳	ان کی شان	اوسکی شان
۳۱	۷	تصاف	انصاف
″	۱۶	ثیبت	ثیبت
″	۱۹	الیومر	الیوم
۳۲	۷	نیبت	غنیبت
۳۸	۱۹ حاشیہ	میں ہون	میں ہو
۴۰	۳	اون	اول
۴۲	۳	ذکرو	ذکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۹	سیب	سبب
۴۸	۵	ذائی	دائی
۴۹	۱۰	ہون	ہوں
۵۱	۱۲	متحیر اندر اور	متحیر اندر
"	۱۴	در حلہ	ور حلہ
۵۲	۱۷	دیقام	دمالقام
۵۴	۴	غلیہ	خلیفۃ
۵۵	۱۶ حاشیہ	آ ب	آپ
۵۷	۷	الدوران	الداران
"	۱۷	لہ المولا	لہ المولیٰ
۵۸	۲	یاحین	ماحین
"	۱۱	حمس	حواس
"	۱۸	الدر	اندر
۵۹	۱۴تا۱۵	المصباح فی الزجاجۃ	المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ
"	۱۵	شجرہ	شجرۃ
"	"	شوقیۃ	شرقیۃ
۶۰	۱	یکاد زیتہا	یکاد زیتہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۱	لنور	لنورہٖ
۶۱	۱	سنتی	من سنتی
"	۸	ے	می
"	۹	نیست	این ست
۶۳	۳	کھنے	رکھنے
۶۴	۱۸	ادر	اور
"	۱۹ حاشیہ	جانگیین	جانئین کرے
"	"	"	"
۶۶	۹	نتی	ننھی
۶۷	۲	ہونی	ہوئی
"	۵	غلا	نچلا
"	۶	ریدہ کرہ	کردیدیکاتب
۶۸	۷	نافہ	ناطقہ
"	۱۲	یکے ست	یک است
۶۹	۳	علی صورۃ	علی صورتہٖ
"	۶	بہر نور	بہر طور